رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲۹۶

هُوَ الَّذِيْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ

فاروق

تحریک جدید کا اخبار

قادیان

ایڈیٹر: سید قاسم علی احمدی

شرح چندہ پیشگی

تاریخہائے اشاعت: ہر انگریزی ماہ کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸-

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جلد ۲۵ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۵ رمضان ۱۳۵۹ھ مطابق ۲۸ ماہ اخاء ۱۳۱۹ ہش مطابق ۲۸ اکتوبر ۱۹۴۰ء | نمبر ۴۰

دارالامان کا ہفتہ

۲۶ اخاء ۱۳۱۹ ہش / ۲۶ اکتوبر ۱۹۴۰ء سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی طبیعت ایام زیر اشاعت میں درد نقرس سے ناساز رہی۔ آج طبیعت بفضلہ تعالےٰ قابل حمد ہے۔ لیکن پاؤں میں ابھی درد نقرس کی تکلیف باقی ہے۔ احباب حضور کی صحت کامل و عاجل کے لئے متواتر دعائیں جاری رکھیں ۲۵ اخاء کا خطبہ جمعہ بھی حضور نے پڑھایا۔ جس میں ۱۸ سالہ لڑکوں کو روزہ نہ رکھنے کے متعلق جو غلط فہمی تھی۔ اس کا ازالہ فرما کر حضور نے فرمایا۔ کہ ۱۸ سالہ عمر کے لڑکے اگر باوجود صحت کامل اور مضبوط و تندرست ہونے کے روزے نہیں رکھتے وہ غلطی پر ہیں۔ اور جس خطبہ کی بنا پر ایسی غلط فہمی ہوئی تھی۔ اس کا اصلی منشاء اور توضیح فرما کر غلط فہمی کو دور کر دیا۔ مفصل خطبہ شائع ہونے پر معلوم کریں۔

(۲) حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کی صحت خدا کے فضل سے اچھی ہے۔

(۳) حرم اول و حرم ثانی امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ علیل ہیں۔ ان کی صحت کے لئے دعا کی جائے۔

لنڈن میں تبلیغ اسلام۔ مولوی جلال الدین صاحب شمس امام مسجد احمدیہ لنڈن بذریعہ تار مطلع فرماتے ہیں کہ لنڈن پر ہوائی حملے بدستور جاری ہیں۔ سکاٹلینڈ یونیورسٹی کی ایک طالبہ مس واٹسن اور مسٹر فیرث صاحب نے اسلام قبول کیا ہے۔ الحمدللہ۔ تمام ممبران جماعت احمدیہ بخیر و عافیت ہیں۔ دعا کی درخواست ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ جمعہ مورخہ ۱۸ اکتوبر ۱۹۴۰ء

فرمودہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ

(مرتبہ مولوی محمد یعقوب صاحب مولوی فاضل)

غیر مبایعین اور منافقین

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

گو ابھی کمزوری کی وجہ سے میری لاتیں کانپ رہی ہیں۔ اور میں سہولت کے ساتھ جمعہ کے لئے نہیں آسکتا تھا۔ لیکن چونکہ یہ

رمضان کے دن

ہیں۔ اس لئے اس مبارک مہینہ کے ایک اور جمعہ کو ضائع کرنا میری طبیعت نے پسند نہ کیا۔ اور میں نے مناسب سمجھا۔ کہ جس طرح بھی ہو جمعہ خود جا کر پڑھاؤں۔ انسان کے ساتھ

بیماری اور صحت کے دور

لگے ہوئے ہیں۔ وہ بیمار بھی ہوتا ہے۔ اور تندرست بھی ہوتا ہے۔ اللہ تعالےٰ کے انبیاء بھی اس سے خالی نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے اولیاء بھی اس سے خالی نہیں۔ اسی طرح صلحاء بھی اس سے خالی نہیں۔ اور اشقیاء بھی اس سے خالی نہیں۔

لیکن یہی بیماریاں جب ایک مومن پر آتی ہیں۔ تو اس کے اور اس کے دوستوں کے لئے فائدہ کا موجب بن جاتی ہیں۔ اور یہی بیماریاں جب غیر مومن پر آتی ہیں۔ تو اس کے اور اس کے دوستوں کے لئے ابتلاء اور ٹھوکر کا موجب بن جاتی ہیں۔ مجھے ان ایام میں کئی خطوط باہر سے بھی آئے ہیں۔ اور یہاں سے بھی آئے ہیں۔ باہر سے جو خط آئے ہیں۔ ان میں سے بعض میں یہ ذکر کیا گیا ہے۔ کہ غیر مبایعین آج کل میرے متعلق یہ دعوے کر رہے ہیں۔ کہ ان کی عمر باون ۵۲ سال سے زیادہ نہیں ہو سکتی۔ اور یہ کہ اس عرصہ میں وہ ضرور فوت ہو جائیں گے۔

زندگی اور موت تو اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں ہے

لیکن میں سمجھتا ہوں۔ اگر غیر مبایعین یہ کہتے ہیں۔ تو بہتر ہے۔ وہ اس کو تحریروں سے آئیں۔ پھر اللہ تعالیٰ ان کو جھوٹا کر کے دکھلا دے گا۔

اسی طرح بعض منافقوں کی نسبت مجھے معلوم ہوا ہے۔ کہ انہوں نے میرے متعلق کہا۔ کہ اس بیماری سے یہ اب نہیں اٹھیں گے۔ میں نے بتایا ہے۔ کہ بیماری اور صحت تو اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ اور اسی کے مصالح کے ماتحت آتی ہے۔ دنیا میں کوئی انسان ایسا نہیں جو کبھی بیمار نہیں ہوا۔ اور دنیا میں کوئی انسان ایسا نہیں۔ جو موت سے محفوظ رہ سکتا ہو۔ لوگ بیمار بھی ہوتے چلے آئے ہیں۔ اور مرتے بھی چلے آئے ہیں۔ بلکہ دنیا میں صرف ایک ہی انسان ایسا تھا۔ جسے زندہ سمجھا جاتا تھا۔ مگر ہماری جماعت نے تو اس کی موت پر بھی زور دیا ہے۔ لیکن باوجود اس کے اُن

منافقین کو خدا نے یہ خوشی کا موقعہ نہ دیا

اور ان کے دعوے یونہی چلے گئے۔

ماہ شوال میں ست روزے

اس کے بعد میں آج کے خطبہ میں ان روزوں کے متعلق اعلان کرنا چاہتا ہوں۔ جو ہر سال رمضان کے علاوہ ہماری جماعت کی طرف سے رکھے جاتے ہیں۔ میرے منہ سے جو بیماری کی وجہ سے رمضان کے روزے بھی نہیں رکھ رہا۔ کچھ زیب تو نہیں دیتا۔ کہ نفلی روزوں کی تحریک کروں۔ مگر جماعتی نظام کے لحاظ سے ایک قوم

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے لیڈر کو بعض دفعہ ایسے موقعہ پر بھی حکم دینا پڑتا ہے۔ جبکہ وہ خود معذور ہوتا ہے۔

پس میں اللہ تعالیٰ سے اپنی ان خطاؤں کے متعلق عفو کی درخواست کرتے ہوئے جن کی وجہ سے مجھے یہ روزے چھوڑنے پڑے ہیں۔ اعلان کرتا ہوں۔ کہ اس دفعہ بھی انشاء اللہ تعالیٰ رمضان کے بعد

شوال کے مہینہ میں سات روزے

رکھے جائیں گے۔ (یہ روزے سابق کی طرح ہر پیر اور جمعرات کو رکھے جائیں گے۔ اور عید کے بعد پہلے پیر سے شروع ہوں گے) ان روزوں میں خصوصیت کے ساتھ جماعت کے دوستوں کو میں تاکید کرتا ہوں۔ کہ وہ دعائیں کریں۔ کہ دنیا کی موجودہ فضاء جو جنگ کی وجہ سے بگڑی ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے بدنتائج سے

اسلام اور احمدیت

کو محفوظ رکھے۔ جو لوگ حقائق سے ناواقف ہیں۔ وہ اس امر کو نہیں جانتے۔ کہ حالات کیسا رنگ اختیار کر چکے ہیں۔ مگر جو حقائق سے آگاہ ہیں۔ وہ جانتے ہیں۔ کہ

دنیا کے حالات بہت زیادہ خراب

ہیں بہ نسبت ان حالات کے جو سطح پر نظر آتے ہیں۔ اور جیسا کہ میں نے گذشتہ سال ستمبر یا اکتوبر کے خطبہ میں بیان کیا تھا۔ ظاہر میں نظر آنے والے اتحادوں سے بہت زیادہ اندرونی اتحاد ہیں۔ اور پھر ان میں بھی تغیر ہوتا رہتا ہے۔ کبھی ایک سے اتحاد ہوتا ہے۔ اور کبھی دوسرے سے۔ اگر یہ تمام اندرونی سازشیں دنیا کے سامنے آجائیں۔ تو لوگ حیران ہو جائیں۔ اور وہ گھبرا کر کہہ اٹھیں۔ کہ نہ معلوم اب کیا ہونے والا ہے۔

ہندوستان خطرہ میں

اللہ تعالیٰ نے مجھے اس بارہ میں

بہت سی غیب کی خبریں

بتائی ہوئی ہیں۔ جن میں سے اکثر میں اپنے بعض دوستوں کے سامنے بیان کر چکا ہوں۔ اور ان میں سے بعض باتیں پوری بھی ہو چکی ہیں۔ مگر یہ موقعہ ان کے بیان کرنے کا نہیں۔ اس وقت میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں۔ کہ دنیا میں بہت سے خطرات پیدا ہو چکے ہیں۔ اور ان خطرات سے

ہندوستان بھی محفوظ نہیں

بلکہ بہت زیادہ ان کی زد میں ہے۔ اس وقت قومیں گویا جوئے کی بازی لگا رہی ہیں۔ اور وہ سمجھتی ہیں۔ کہ اگر انہیں جان بچانے کے لئے بعض ملک دوسروں کے حوالے کرنے پڑیں۔ تو بھی اس میں انہیں دریغ نہیں ہونا چاہیئے۔ حکومتیں آپس میں ملکوں کی تقسیم کر رہی ہیں۔ اور کہتی ہیں۔ کہ اس ملک کا فلاں حصہ تم لے لو۔ اور ہماری مدد کرو۔ فلاں حصہ وہ لے لے اور وہ ہماری مدد کرے۔ گویا انسانوں کی جانیں اور ملک اس وقت ایسی ہی حیثیت رکھتے ہیں۔ جیسی دونیوں اور چونیوں کی حیثیت ہوتی ہے۔ بلکہ اس جرأت اور دلیری سے تو کوئی شخص چونی بھی اپنے ہاتھ سے دوسرے کو نہیں دیتا۔ جس جرأت اور دلیری سے آج ملکوں۔ جانوں اور عزتوں کی قربانی پیش کی جا رہی ہے۔ ایسے موقعہ پر ہندوستان جس کے پاس نہ تو کافی سامانِ جنگ ہے۔ اور نہ اس میں

مقابلہ کی طاقت

اور ہمت ہے۔ اسکی حیثیت ہی کیا رہ جاتی ہے جن ممالک کے پاس فوجیں ہیں۔ جن کے پاس ہوائی جہاز ہیں۔ جن کے پاس بحری جہاز ہیں۔ جن کے پاس خشکی اور تری کی فوجیں ہیں جن کے پاس توپیں اور بڑے بڑے ٹینک ہیں۔ وہ بھی آج تقسیم ہو رہے ہیں۔ پھر اس نہتے اور بے کس ملک کے متعلق کیا امید کی جا سکتی ہے۔ کہ وہ دشمن کا مقابلہ کر سکے گا۔

یہاں کے اکثر ہندو گائے کو پوجتے ہیں۔ اور

گائے کی حالت

یہ ہوتی ہے۔ کہ اسے جو شخص بھی کان سے پکڑ لے۔ وہ اس کے ساتھ چل پڑتی ہے۔ اور جس قیمت پر بھی وہ فروخت کرنا چاہے۔ اس قیمت پر وہ فروخت کر دیتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں۔ شاید اسی شرک کی اللہ تعالیٰ نے ہندوستانیوں کو یہ سزا دی ہے۔ اور شاید اسی وجہ سے اسکی مشیت نے فیصلہ کیا۔ کہ تم چونکہ گائے کو ہمارا شریک ٹھہراتے ہو۔ اس لئے ہم تمہیں بھی گائے کی طرح بنا دیتے ہیں۔ جاؤ اور دنیا میں دوسروں کے ہاتھ بکتے پھرو۔ اگر ہندوستان اس شرک سے پاک ہوتا۔ اور اگر یہاں کے رہنے والے عقل سے کام لیتے۔ اور گائے کی پرستش کرنے کی بجائے

اللہ تعالیٰ کی پرستش

کرتے۔ تو ممکن تھا۔ اللہ تعالیٰ گائے کی بجائے انسانیت کا کوئی اچھا مرتبہ انہیں عطا کر دیتا۔ مگر چونکہ انہوں نے شرک کیا۔ اس لئے جس طرح گائے بکتی پھرتی ہے۔ اسی طرح ہندوستانی بکتے رہتے ہیں۔ اور جس طرح گائے دوسروں کو تو دودھ دیتی ہے۔ اور خود بھوسہ کھا کر گذارہ کرتی ہے۔ اسی طرح ہندوستان سے دوسری قومیں تو فائدہ اٹھا رہی ہیں۔ اور ہندوستانیوں کو کوئی پوچھتا بھی نہیں۔ پس

ہندوستان کے لئے بہت زیادہ خطرات

ہیں۔ اور اس کے پاس اپنی حفاظت کے پورے سامان بھی موجود نہیں۔ اس کا پتہ اس امر سے لگ سکتا ہے۔ کہ وہ سامانِ جنگ جن کے متعلق ہندوستانی ہمیشہ یہ اعتراض کیا کرتے تھے۔ کہ ان کے تیار کرنے میں گورنمنٹ اسراف سے کام لے رہی ہے۔ آج اتنے حقیر نظر آتے ہیں۔ کہ یوں معلوم ہوتا ہے۔ گویا گورنمنٹ نے ابھی

ہندوستان کی حفاظت کے لئے

کچھ بھی نہیں کیا۔ اور سچی بات تو یہ ہے۔ کہ ہندوستان کے پاس سامانِ حرب کی اس قدر قلت ہے۔ کہ اگر کوئی بڑی طاقت اس پر حملہ آور ہو۔ تو دو دن بھی یہ اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ مہلت دے دے۔ اور لڑائی لمبی ہو جائے۔ اور وہ ہوائی جہاز جو امریکہ سے حاصل کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ اسی طرح ٹینک اور ہوائی پائلٹ وغیرہ تیار ہو جائیں۔ تو اور بات ہے۔ ورنہ موجودہ حالت تو ایسی ہے۔ کہ ہندوستان صرف

انگلستان کے رعب

کی وجہ سے بچا ہوا ہے۔ ورنہ اگر اس ملک پر کوئی قوم حملہ آور ہو۔ تو یہ اس کا پوری طرح مقابلہ نہیں کر سکتا۔

دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ انگریزوں کو موجودہ مصیبت سے نجات دے

پس نادان ہیں وہ جو یہ خیال کرتے ہیں۔ کہ آج انگلستان سے الگ ہو کر ہندوستان کوئی طاقت حاصل کر سکتا ہے۔ آج

ہندوستان اور انگلستان کی قسمت ایک ہی پلڑے میں

ہے۔ ایک جھکا۔ تو دوسرا بھی جھکے گا۔ اور اگر ایک اونچا ہوا۔ تو دوسرا بھی اونچا ہوگا۔ یہ سوال نہیں۔ کہ ان حالات کی ذمہ واری کس پر ہے۔ ذمہ واری کسی پر ہو۔ موجودہ صورتِ حالات یہ ہے۔ کہ ہندوستان کی حفاظت کی ذمہ واری انگلستان پر عائد ہے۔ اور اس جنگ میں انگلستان کی کمزوری ہندوستان کے لئے سخت نقصان رساں اور مہلک ثابت ہو سکتی ہے۔

پس دوست دعا کریں۔ کہ اللہ تعالیٰ وہ سامان پیدا کرے۔ جو اسلام کے لئے احمدیت کے لئے اور خود ہمارے ملک کے لئے مفید ہوں۔ اسی طرح وہ اس بات کے لئے بھی دعا کریں۔ کہ اللہ تعالیٰ ان مصیبت کی گھڑیوں میں

انگلستان کی مدد

کرے۔ کیونکہ جہاں تک میری عقل کام کرتی ہے۔ میں یہ نہیں جانتا۔ کہ تمہاری عقل بھی یہی کہتی ہے۔ یا اس کے خلاف۔ اس لئے میں "ہماری عقل" کی بجائے "میری عقل" کے الفاظ استعمال کرتا ہوں۔ اور کہتا ہوں۔ کہ جہاں تک میری عقل کام کرتی ہے۔ مجھے انگلستان مظلوم نظر آتا ہے۔ اور جو اس کے مقابل میں ہیں۔ وہ ظالم نظر آتے ہیں۔ ممکن ہے۔ میری یہ بات غلط ہو۔ اصل حالات تو اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ لیکن

میری عقل

اس وقت تک یہی کہتی ہے۔ کہ انگریز مظلوم ہیں۔ پس جن جن دوستوں کی عقل بھی یہی کہتی ہو۔ کہ جرمنی ظالم ہے۔ اور برطانیہ مظلوم ان سے میں یہ بھی کہتا ہوں۔ کہ وہ جہاں یہ دعائیں کریں۔ کہ اللہ تعالیٰ ہمارے مذہب۔ ہمارے سلسلہ اور ہمارے دین کی حفاظت کرے۔ اور اس جنگ کو اسکی ترقی کا موجب بنائے۔ وہاں وہ انگلستان کے لئے بھی جس سے ہندوستان کی قسمت وابستہ ہے، دعا کریں۔ کہ اللہ تعالیٰ اسکی مدد کرے۔ اور موجودہ مشکلات سے اسے نجات بخشے۔

دعا کوئی ایسا امر نہیں۔ جو حکماً کرایا جا سکے۔ دنیا میں سے کوئی شخص تمہارے

دل سے یہ آواز

نکلوا نہیں سکتا۔ خواہ میں ہی ہوں۔ یا کوئی اور۔ بلکہ اللہ تعالیٰ بھی اس قسم کی آواز کسی کے دل سے نہیں نکلواتا۔ جب تک انسان اس کے سامنے اپنے آپ کو کلیۃً ڈال نہ دے۔ یہ بات صرف تمہارے دل کے ساتھ تعلق رکھتی ہے۔ اور تم اس امر کا خیال رکھتے ہو۔ کہ چاہو۔ تو دعا کرو۔ اور چاہو تو نہ کرو۔

پس میں یہ نہیں کہتا۔ کہ تم میں سے ہر شخص دعا کرے۔ جو دعا اسلام اور احمدیت کے متعلق ہے۔ اس کے متعلق تو میں یہ خیال بھی نہیں کر سکتا۔ کہ ہماری جماعت میں سے کوئی ایسا شخص بھی ہو سکتا ہے۔ جو وہ دعا مانگنے کے لئے تیار نہ ہو۔ کیونکہ اگر کوئی شخص ایسا ہے۔ جو یہ خیال کرتا ہے۔ کہ اسلام اگر تباہ ہوتا ہے۔ تو ہو جائے۔ احمدیت کے مٹنے کا اگر امکان ہے۔ تو بے شک وہ مٹ جائے۔ مجھے اسکی پروا نہیں۔ تو وہ احمدی ہی نہیں۔ اور نہ ایسے شخص کا احمدی کہلانا اپنے اندر کوئی حقیقت رکھتا ہے۔

پس میں یہ ماننے کے لئے تیار نہیں۔ کہ ہماری جماعت میں سے کوئی شخص ایسا ہو سکتا ہے۔ جو

اسلام اور احمدیت کے لئے بھی دعا

مانگنے کے لئے تیار نہ ہو۔ اسی طرح انسان کی خود غرضی کو دیکھتے ہوئے میں یہ امید بھی نہیں کر سکتا۔ کہ کوئی شخص یہ کہے کہ ہندوستان اگر تباہ ہوتا ہے تو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بے شک ہو جائے۔ مجھے اسکی پروا نہیں۔

پس ان معاملات کے متعلق میں یہ نہیں کہتا۔ کہ اگر تم مجھ سے متفق ہو۔ تو دعا کرو۔ کیونکہ ان امور کے متعلق اس لئے نہیں۔ کہ میں حکم دیتا ہوں۔ اور تم میرا حکم ماننے پر مجبور ہو۔ بلکہ اسلئے کہ یہ دعا خود بخود تمہارے دل سے نکل ہی رہی ہوگی۔ اور اگر تم میں اتنی عقل وخرد بھی نہیں۔ کہ تم اسلام اور احمدیت اور اپنے ملک کے مفاد کو سمجھ سکو۔ تو پھر تم میرے مخاطب نہیں۔ بلکہ ایسی حالت میں تم کسی کے بھی مخاطب نہیں ہو سکتے۔ نہ میرے نہ خدا اور اس کے رسول کے۔ کیونکہ خدا بھی انسان کو اسی وقت مخاطب کرتا ہے۔ جب اس کے اندر عقل موجود ہو) لیکن دوسرے حصہ کے متعلق میں کہتا ہوں۔ کہ اگر تم مجھ سے متفق ہو۔ تو یہ دعا بھی کرو۔ کہ اللہ تعالیٰ انگریزی قوم کو موجودہ مصیبت سے نجات دے۔

ممکن ہے۔ بعض سیاسی نقطۂ نگاہ سے یہ خیال کرتے ہوں۔ کہ

انگریزوں کی شکست

اس وقت ہندوستان کے لئے مفید ہے۔ اور گو میں انہیں غلطی پر ہی سمجھوں گا۔ مگر میں ان سے یہ نہیں کہوں گا۔ کہ وہ برطانیہ کی کامیابی کے لئے دعا کریں۔ کیونکہ کسی کے منہ کی دعا خدا تک نہیں پہنچ سکتی۔ جب تک دل کا درد اس کے ساتھ شامل نہ ہو۔ اور میں یہ تماشا نہیں کرانا چاہتا۔ کہ کسی کا دل تو برطانیہ کی کامیابی کو نہ چاہے۔ اور منہ سے وہ اسکی کامیابی کے لئے دعا کر رہا ہو۔ مگر جو اس بارہ میں مجھ سے متفق ہوں۔ ان سے میں کہتا ہوں۔ کہ اگر وہ سمجھتے ہیں۔ کہ

احمدیت کی اشاعت انگریزوں کی حکومت میں

زیادہ عمدگی کے ساتھ ہو سکتی ہے۔ تو ان کا فرض ہے۔ کہ وہ برطانیہ کی کامیابی کے لئے دعا کریں۔ اس قسم کی حکومتیں اور بھی ہیں۔ یہ نہیں۔ کہ انگریز ہم سے کوئی خاص رعایت کرتے ہیں۔ بلکہ بعض دفعہ یہ بھی ہم سے اُلجھ جاتے ہیں۔ لیکن باوجود اس کے ان کے ممالک میں تبلیغ زیادہ آسانی سے ہو سکتی ہے۔ کیونکہ ان میں سے کچھ تو مذہب سے بیگانہ ہیں۔ اور اس وجہ سے مذہبی معاملات میں زیادہ دخل نہیں دیتے۔ اور کچھ لوگ واقع میں وسیع الحوصلہ ہیں۔ اور رواداری ہیں۔ پس ان کی مذہب سے یہ بے اعتنائی اور بعض کی رواداری ہمارے کام آجاتی ہے۔ جیسا کہتے ہیں ؏

خدا شرے برانگیزد کہ خیرے ما دراں باشد

ان کی مذہب سے بے اعتنائی بھی ان کی قوم کے لئے ایک شر ہے مگر یہ بے اعتنائی ہمارے کام آجاتی ہے۔ اور ہم سہولت کے ساتھ اپنے مذہب کی اشاعت کرتے چلے جاتے ہیں۔

پس جو دوست اس بات کو سمجھتے ہیں۔ کہ ان کے ملکوں اور علاقوں میں احمدیت اچھی طرح پھیل سکتی ہے۔ ان کا فرض ہے۔ کہ وہ ان کی کامیابی کے لئے دعا بھی کریں۔ جو شخص یہ سمجھنے کے باوجود کہ ان کی مذہب سے بے اعتنائی یا تعصب سے خالی ہونا ہمارے کام آرہا ہے۔ اور سلسلہ اور اسلام کو فائدہ پہنچا رہا ہے۔ پھر بھی ان کی کامیابی کے لئے دعا نہیں کرتا۔ میں سمجھتا ہوں۔ وہ اپنے

عمل سے دین کو نقصان

پہنچاتا ہے۔ کیونکہ وہ جانتا ہے۔ کہ دین کا فائدہ ان کی کامیابی میں ہے۔ مگر ان کی کامیابی کے لئے دعا نہ کر کے دین کو نقصان پہنچاتا ہے۔ ہاں جو شخص یہ نہیں سمجھتا۔ گو میرے نزدیک وہ غلطی پر ہے۔ مگر میں اسے دعا کے لئے نہیں کہتا۔ کیونکہ جب وہ اس بات پر یقین ہی نہیں رکھتا۔ کہ دین کا فائدہ ان کی کامیابی میں ہے۔ تو اسے دعا کے لئے کس طرح کہا جا سکتا ہے۔

چندۂ تحریک جدید میں حصہ لینے والوں کے لئے دعا کی جائے

دوسری چیز جو ان دعاؤں میں یاد رکھنی چاہیئے۔ وہ تحریک جدید کے چندہ کے مطالبہ کے ساتھ تعلق رکھتی ہے۔ دوستوں کو معلوم ہے۔ کہ میں یہ کوشش کر رہا ہوں۔ (اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔ کہ میں اس کوشش میں کامیاب ہوتا ہوں یا نہیں۔ اور میری اس جد وجہد کا کیا نتیجہ نکلتا ہے۔ ابھی تو اس میں بہت سی مشکلات اور روکیں حائل ہو رہی ہیں) کہ تحریک جدید کے چندہ سے ایک ایسا

مستقل فنڈ

قائم کر دیا جائے۔ جس کے نتیجہ میں تبلیغ کا کام عام چندوں کے بڑھنے گھٹنے کے اثر سے آزاد ہو جائے۔ جو لوگ اس کام میں حصہ لے رہے ہیں۔ وہ اشاعت دین کی ایک مستقل بنیاد قائم کر رہے ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے اس میں کامیاب کر دیا۔ تو وہ عملی طور پر اس بنیاد کو قائم کرنے والے ہوں گے۔ اور اگر میری ان کوششوں میں اللہ تعالیٰ کی کسی حکمت کے ماتحت کامیابی نہ ہوئی۔ تب بھی خدا تعالیٰ کے نزدیک وہ ایسے ہی سمجھے جائیں گے۔ جیسے مستقل بنیاد رکھنے والے۔ پس ایسی

قربانی کرنے والے دوست

اس بات کے مستحق ہیں۔ کہ جماعت کے تمام لوگ ان کے لئے دعا کریں۔ جو لوگ تحریک جدید میں حصہ نہیں لے رہے۔ اپنی مجبوریوں کی وجہ سے یا اس وجہ سے کہ یہ طوعی تحریک ہے۔ اور اس میں شمولیت انہوں نے ضروری نہیں سمجھی۔ ان کا کم سے کم فرض یہ ہے۔ کہ وہ تحریک جدید میں حصہ لینے والوں کے لئے دعائیں کریں۔ کہ اللہ تعالیٰ ان کی قربانیوں کو قبول فرمائے۔ ان کے قدم کو نیکیوں میں بڑھائے اور ان کا انجام بخیر کرے۔ در حقیقت صحیح معنوں میں

نیک وہی ہے جس کا انجام نیک ہو

اور بد وہی ہے۔ جس کا انجام بُرا ہو۔ قرآن کریم نے اس امر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضرت یعقوب علیہ السلام کی یہ وصیت بیان فرمائی ہے۔ جو انہوں نے اپنے بیٹوں کو کی۔ کہ لا تموتن الا وانتم مسلمون اس کا یہ مطلب نہیں۔ کہ درمیانی زندگی میں تم بے شک بدمعاش رہنا۔ صرف مرتے وقت خدا کی طرف متوجہ ہو جانا۔ بلکہ حضرت یعقوب علیہ السلام یہ فرماتے ہیں۔ کہ میں تو تمہارے انجام کو دیکھنا چاہتا ہوں۔ مجھے تمہاری درمیانی نیکیوں سے کوئی غرض نہیں۔ اگر تم بالفرض زندگی میں نیکیاں بھی کرتے رہے۔ لیکن تمہارا انجام لا الٰہ الا اللہ پر نہ ہوا۔ تو پھر تم کسی اور طرف جاؤ گے۔ اور میں کسی اور طرف جاؤں گا۔ دنیا میں کوئی باپ ایسا نہیں۔ جو یہ خواہش نہ رکھتا ہو۔ کہ اسکی اولاد اس کے پاس رہے۔ دنیا میں ہر انسان کے اندر یہ خواہش پائی جاتی ہے۔ کہ اگلے جہان میں بھی یہ خواہش موجود ہوگی۔ بلکہ یہاں تو کئی قسم کی مجبوریوں کی وجہ سے اولاد اپنے ماں باپ سے جدا بھی رہتی ہے۔ لیکن اگلے جہان میں ایسا نہیں ہوگا۔ بلکہ وہاں اللہ تعالیٰ ماں باپ کی اس خواہش کا ایسا احترام کرے گا۔ کہ اپنے عام قانون کو بھی بدل دیگا۔ اور اولاد کو خواہ وہ ایمان کے کسی درجہ پر ہوں۔ ان کے ماں باپ کے پاس رکھے گا۔ فرض کرو جنت کے ایک کروڑ درجے ہوں۔ اور بچہ تو دسویں حصہ کا مستحق ہو۔ اور باپ کروڑویں حصہ کا۔ تو اللہ تعالیٰ اس خواہش کے احترام میں دس والے کو اٹھا کر کروڑ والے کے مقام تک پہنچا دے گا۔ اور یہ برداشت نہیں کرے گا۔ کہ باپ کو یہ صدمہ رہے۔ کہ اس کا بچہ اس سے جدا ہے۔ پس وہاں ماں باپ کی اس محبت کا انتہائی احترام کیا جائے گا۔ اور

بچوں کو اپنے ماں باپ کے پاس رکھا جائے گا

اور اگر کسی کے بچے جنت کے اعلیٰ مقام پر ہوئے۔ اور ماں باپ ادنےٰ مقام پر۔ تو اللہ تعالیٰ ماں باپ کو بلند کر کے ان کے بچے کے پاس لے جائیگا۔ بہرحال جذبات پدری اور جذبات مادری کا احترام وہاں انتہا تک پہنچا ہوا ہوگا۔ حضرت یعقوب علیہ السلام اسی امر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ لا تموتن الا وانتم مسلمون۔ کہ اے میرے بیٹو مرنے کے بعد ہم تو یہ امیدیں لگائے بیٹھے ہوں گے۔ کہ ابھی ہمارے بیٹے ہمارے پاس آتے ہیں۔ اور ہم اکٹھے جنت میں رہیں گے۔ لیکن اگر تمہارے اعمال اچھے نہ ہوئے۔ تو ہماری یہ امیدیں دل ہی دل میں رہ جائیں گی۔ اور تم تو کہیں جا رہے ہوگے۔ اور ہم کہیں جا رہے ہوں گے۔ اسلئے اے میرے بیٹو تم میری اس وصیت کو یاد رکھو۔ کہ جب تمہاری موت کا وقت آئے۔ تو اس وقت تمہارا خاتمہ لا الٰہ الا اللہ پر ہی ہونا چاہیئے۔ تاکہ ہم اگلے جہاں اکٹھے رہیں۔ اور ہم میں کوئی جدائی واقع نہ ہو۔ کیونکہ انجام پر ہی سارا انحصار ہوتا ہے۔ اسی لئے

دوسرے کے لئے بہترین دعاء

یہ ہوتی ہے۔ کہ خدا اس کا انجام بخیر کرے۔ کیونکہ جس کی موت اچھی ہو گئی۔ اس کی ساری زندگی اچھی ہو گئی۔ اور جس کی موت خراب ہو گئی۔ اس کی ساری زندگی خراب ہو گئی۔ پس جو لوگ تحریک جدید میں حصہ نہیں لے سکے۔ ان کا فرض ہے۔ کہ وہ اس تحریک میں حصہ لینے والوں کے لئے دعائیں کریں۔ کہ خدا ان کا انجام بخیر کرے۔ اور ان کی نیتوں اور ارادوں کو احسن طور پر پورا کرے۔ تحریک جدید میں حصہ لینے والوں کو بھی چاہیئے۔ کہ وہ ایک دوسرے کے لئے دعائیں کریں۔ تا اللہ تعالیٰ اکا فضل نازل ہو۔ اور وہ ہماری حقیر کوششوں میں برکت ڈالے۔ اور ان کے مفید نتائج پیدا فرمائے۔

اسی طرح ان روکوں اور مشکلات کے دور ہونے کے لئے بھی دعائیں کی جائیں۔ جو تبلیغ اسلام کے لئے ایک مستقل فنڈ قائم کرنے کی راہ میں حائل ہو رہی ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ سے التجا کی جائے۔ کہ وہ ایسا مستقل فنڈ قائم کرنے میں ہماری مدد کرے۔ جو دنیا کے کناروں تک اسلام اور احمدیت کی تبلیغ پہنچانے میں ممد ہو۔ اور پھر یہ بھی دعا کریں۔ کہ وہ لوگ جنہوں نے تحریک جدید میں حصہ نہیں لیا۔ یا حصہ تو لیا۔ مگر اپنی طاقت سے کم لیا ہے۔ یا حصہ تو اپنی طاقت کے مطابق لیا ہے۔ مگر ابھی تک انہوں نے اپنے وعدوں کو پورا نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ ان کے قصوروں کو معاف کرکے ان کی ہمتوں کو بلند کرے۔ اور انہیں ان لوگوں میں شامل نہ کرے۔ جو چشمہ کے پاس پہنچکر اپنی بدقسمتی سے پیاسے لوٹ جاتے ہیں۔

قرآن کریم کی تفسیر کی اشاعت

اس کے بعد میں یہ اعلان کرتا ہوں۔ کہ میں نے جلسہ سالانہ پر قرآن کریم کی تفسیر کی اشاعت کا وعدہ کیا تھا۔ پہلے میرا ارادہ تھا۔ کہ قرآن کریم کی تفسیر کا کام ابتدا سے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شروع کروں۔ چنانچہ اس سلسلہ میں میں نے بہت سا کام کیا۔ اور کئی سو صفحے نوٹوں کے تیار بھی ہو گئے۔ مگر پھر مجھے خیال آیا۔ کہ قرآن کریم کی

تفسیر کا ایک حصہ

کئی سال سے اڑھائی سو صفحہ تک چھپا ہوا موجود ہے۔ کیوں نہ پہلے اسے ہی مکمل کر کے شائع کر دیا جائے۔ یہ تفسیر دس سے پندرہ پاروں تک چھاپنے کا ارادہ تھا۔ اور اڑھائی سو صفحہ اس تفسیر کا چھپا ہوا موجود ہے۔ میں نے خیال کیا۔ کہ اگر پہلے پارہ سے تفسیر شروع کی گئی۔ تو یہ حصہ یونہی پڑا رہے گا۔ لیکن اگر اسے شائع کر دیا گیا۔ تو کاغذ بھی ضائع ہونے سے بچ جائے گا۔ اور کام بھی جلد مکمل ہو جائے گا۔ چنانچہ تفسیر کے اس حصہ کو مکمل کر دیا گیا ہے۔ یہ حصہ اگرچہ

سورہ یونس سے شروع

ہوتا ہے۔ مگر قرآن کریم ایسی کتاب ہے۔ کہ اسے جہاں سے بھی پڑھا جائے۔ اس میں نور اور ہدایت ہوتی ہے۔ جیسے رسول کریم صلے اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے یہ فرمایا ہے۔ کہ اصحابی کالنجوم بایھم اقتدیتم اھتدیتم۔ کہ میرے تمام صحابہ ستاروں کی مانند ہیں۔ تم ان میں سے جس کی بھی اتباع کرو گے۔ ہدایت پا جاؤ گے۔ یہی حال قرآن کریم کا ہے۔ کہ اسے جہاں سے بھی پڑھا جائے۔ اس میں سے انسان کی ہدایت کے خزانے نکلتے چلے آتے ہیں۔ میں نے اس کام کا بڑا حصہ خدا کے فضل سے مکمل کر لیا ہے۔ اور دسمبر تک ایک جلد جو بڑے سائز کے سات آٹھ سو صفحات پر مشتمل ہو گی۔ شائع ہو جائے گی۔ اگر حقیقۃ الوحی کے سائز پر اسے پھیلایا جائے۔ تو تیرہ چودہ سو صفحات کی کتاب جلسہ سالانہ تک انشاء اللہ یہ جلد شائع ہو جائے گی۔ اس کے متعلق ایک اعلان تو میں یہ کرنا چاہتا ہوں۔ کہ جن دوستوں نے اسکی قیمت پیشگی ادا کی ہوئی ہے۔ اور ان کو اس حصہ کا ایک جزو برائے مطالعہ بھجوا دیا گیا تھا۔ جو ۲۵۶ صفحات پر مشتمل تھا۔ اب وہ اس حصہ کو واپس کر دیں۔ تاکہ بقیہ حصہ اس کے ساتھ شامل کر کے اور کتاب کو مجلد کرا کے جلسہ سالانہ پر انہیں دی جا سکے۔ اگر وہ تفسیر کا سابقہ حصہ ہمیں واپس نہیں کریں گے۔ تو گو بقیہ حصہ پھر بھی ہم انہیں دے دیں گے۔ لیکن بوجہ ناقص ہونے کے وہ مجلد نہیں ہو گا۔ اور جلد انہیں خود کرانی پڑے گی۔ پس جن دوستوں نے

تفسیر کا پہلا حصہ

منگوا لیا تھا۔ وہ اب دفتر تحریک جدید کو واپس بھجوا دیں۔ جلسہ سالانہ پر بقیہ حصہ شامل کر کے سات آٹھ سو صفحات پر مشتمل ایک مکمل جلد انشاء اللہ تعالےٰ انہیں دے دی جائے گی۔ آجکل کاغذ سخت مہنگا ہو گیا ہے۔ پریس کے اخراجات بھی پہلے سے زیادہ ہو گئے ہیں۔ مگر باوجود اس کے کہ اخراجات میں کئی لحاظ سے زیادتی ہو چکی ہے۔ میری تجویز ہے۔ کہ اس

تفسیر کی قیمت

زیادہ نہ رکھی جائے۔ چنانچہ مجلد تفسیر کی قیمت میں نے پانچ روپے تجویز کی ہے۔ سات آٹھ سو صفحات پر وہ مشتمل ہو گی۔ سائز بڑا ہو گا۔ اور جلد بندھی ہوئی ہو گی۔

میں یہ بھی اعلان کرتا ہوں۔ کہ ہر جگہ کی جماعتیں اپنی اپنی جگہ اس

تفسیر کی خریداری کا انتظام

کریں اور کوشش کریں۔ کہ جلسہ سالانہ پر یہاں سے اکٹھی کئی کئی جلدیں خرید کر لے جائیں۔ اگر وہ بذریعہ ڈاک منگوائیں گے۔ تو ایک جلد پر بارہ چودہ آنے ڈاک کا خرچ آ جائے گا۔ اور اس طرح انہیں زیادہ اخراجات کا متحمل ہونا پڑے گا۔ لیکن اگر وہ اپنی اپنی جگہ تحریک کر کے جلسہ سالانہ پر کتابیں خرید کر لے جائیں گے۔ تو خرچ ڈاک سے بچ جائینگے۔

ہمارے دوستوں کی طرف سے بالعموم یہ شکوہ ہوتا رہا ہے۔ کہ تفسیر قرآن کی اشاعت میں تاخیر سے کام لیا جا رہا ہے۔ میں امید کرتا ہوں۔ کہ اب وہ اس شکوہ کے دُور ہونے پر خریداری کی کثرت سے اپنے جذبات کا اظہار کریں گے۔ اور نہ صرف خود خریدار بنیں گے۔ بلکہ دوسروں کو بھی تحریک کریں گے۔ کہ وہ اس کے خریدار بنیں۔ اسی طرح وہ دوست جو اثر و رسوخ رکھنے والے ہیں۔ انہیں چاہیئے۔ کہ وہ غیر احمدیوں میں بھی اس کی خریداری کی تحریک کریں۔ قرآن کریم ایک ایسی چیز ہے۔ جس کی اشاعت ہماری تبلیغ میں بہت ممد ہو سکتی ہے۔ کیونکہ لوگ جہاں ہماری دوسری کتب کے بارہ میں تعصب رکھتے ہیں۔ قرآن کریم کو شوق سے لے لیتے ہیں۔ اگر انہیں لوگوں کو سلسلہ کا دوسرا لٹریچر پڑھنے کے لئے دیا جائے۔ تو گو اس میں بھی اسلام اور قرآن کی ہی باتیں ہوتی ہیں۔ مگر وہ ڈرتے ہیں۔ کہ اگر ہم نے سلسلہ کا لٹریچر خریدا۔ تو لوگ اعتراض کریں گے۔

لیکن قرآن کریم کے متعلق لوگوں میں یہ احساس پایا جاتا ہے۔ کہ اس کا

صحیح ترجمہ اور صحیح مفہوم

انہیں نہیں مل رہا۔ اور وہ بے تابی سے اس بات کے منتظر ہیں۔ کہ اگر انہیں قرآن کریم کا کوئی صحیح ترجمہ اور اس کی اچھی تفسیر ملے۔ تو اسے پڑھیں۔

پس یہ ایک ایسی تحریک ہے۔ جس کے نتیجہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو کام کیا ہے۔ اس سے آسانی سے تمام مسلمانوں کو روشناس کرایا جا سکتا ہے۔ اور لوگ بغیر کسی خوف کے ان خیالات کو پڑھ سکتے ہیں۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دنیا کے سامنے پیش کئے ہیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ قرآن کریم اپنے مطالب مضمون کے لحاظ سے بیان کرتا ہے۔ اور اس میں اس طرح بحثیں نہیں ہوتیں۔ جس طرح دوسری کتب میں ہوتی ہیں۔ لیکن اس میں بھی کوئی شبہ نہیں۔ کہ قرآن کریم کے مطالب پر ہی ہمارے سلسلہ کی بنیاد ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتابوں میں جو کچھ ہے۔ وہ قرآن کریم کی تفسیر ہی ہے۔ نادان کہتے ہیں۔ کہ ہم نے تو قرآن کریم کی تفسیر لکھ دی۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کوئی تفسیر نہیں لکھی۔ حالانکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تمام کتابیں قرآن کریم کی تفسیر ہی ہیں۔ جیسے حضرت عائشہ رضؓ نے رسول کریم صلے اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے متعلق فرمایا تھا۔ کہ کان خلقہ کلہ القرآن۔ یعنی آپ کے اخلاق اگر معلوم کرنے ہوں۔ تو قرآن کریم پڑھ لو۔ جو کچھ قرآن میں لکھا ہے۔ وہی آپ کے اخلاق سے ظاہر ہوتا ہے۔ اسی طرح ہم کامل سچائی کے ساتھ بغیر کسی قسم کے مبالغہ کے کہہ سکتے ہیں۔ کہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتابیں قرآن کریم کی تفسیر ہیں

اور در اصل ہم جو کچھ بیان کرتے ہیں۔ وہ بھی آپ کی بیان کردہ باتوں سے ہی مستنبط ہوتا ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بعض آیات کی تفسیر نہیں کی۔ مگر اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ کہ ہم ان آیات کی جو تفسیر کرتے ہیں۔ وہ اسی نور کی برکت سے کرتے ہیں۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں عطا فرمایا۔ اس کی ایسی مثال ہے جیسے کسی لیمپ سے جنگل میں سے کوئی چیز تلاش کی جائے۔ اب بے شک وہ چیز اس لیمپ نے تلاش نہیں کی۔ بلکہ خود اس نے کی ہو گی۔ مگر اس میں بھی کیا شبہ ہے۔ کہ اگر اس کا لیمپ اس کے پاس نہ ہوتا۔ تو یہ اس چیز کو تلاش نہ کر سکتا۔ اسی طرح انبیاء اپنے ماننے والوں میں ایک ایسا ملکہ پیدا کر جاتے ہیں۔ جس سے کام لے کر وہ اعلےٰ سے اعلےٰ تفسیریں کر سکتے ہیں۔ اور یہ ملکہ اپنی اہمیت کے لحاظ سے تفسیر سے کئی گنے بڑھ کر ہوتا ہے۔ انبیاء کا علم تو بہت وسیع ہوتا ہے۔ میں نے تو اپنے متعلق دیکھا ہے۔ کہ جب میں کسی آیت کی تفسیر لکھنے بیٹھتا ہوں۔ تو اس کے بیسیوں مطالب مجھ پر کھلتے چلے جاتے ہیں۔ اور میں چاہتا ہوں۔ کہ ان تمام کو لکھ ڈالوں۔ مگر پھر سوچتا ہوں۔ کہ اگر ان تمام باتوں کو بیان کروں۔ تو تفسیر کے محدود صفحات ان کے کہاں متحمل ہو سکتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ چند مطالب لکھ دیئے جاتے ہیں۔ اور باقی چھوڑ دیئے جاتے ہیں۔ اور یہ تو ایک وقت کا حال ہے۔ دوسرے وقت پھر اس آیت کے بیسیوں معانی منکشف ہو جاتے ہیں۔ اور انہیں کسی ایک تفسیر میں لکھ دینا بالکل ناممکن دکھائی دیتا ہے۔ پس یہ خیال کر لینا کہ

کسی ایک انسان کی تفسیر

بھی اس کے علم کے لحاظ سے مکمل کہلا سکتی ہے صحیح نہیں۔ روز انہیں نئے سے نئے علوم ملتے رہتے ہیں۔ اور یہ تو میری حالت ہے۔ انبیا جو خاص طور پر مؤید من اللہ ہوتے ہیں۔ ان کے علوم تو بہت ہی غیر محدود ہوتے ہیں۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام اگر قرآن کریم کی کوئی تفسیر لکھتے۔ تو بھی ہزاروں باتیں رہ جاتیں۔ جو آپ بیان نہ کر سکتے۔ کیونکہ تفسیر محدود چیز ہے۔ اور قرآنی علم غیر محدود ہے۔ اسی وجہ سے آپ نے قرآن کریم کی کوئی مستقل تفسیر نہیں لکھی۔ ہاں آپ نے ہمیں وہ ملکہ عطا کر دیا ہے۔ جس سے ہم قرآن کریم کی تفسیر کر سکتے ہیں۔ اور آپ نے ہمیں وہ گر بتا دیئے ہیں۔ جن سے قرآن کریم کی تفسیر ہمیں آ گئی۔ اور ایسی آئی۔ کہ اب وہ مکمل طور پر اگر ہم لکھنا بھی چاہیں۔ تو نہیں لکھ سکتے۔

غرض اللہ تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ ہمیں

قرآن کریم کی سمجھ

دی ہے۔ اور حقیقت تو یہ ہے۔ کہ کوئی تفسیر مکمل نہیں کہلا سکتی۔ ایک میرے ہی دماغ کی باتیں جب تفسیر میں نہیں آ سکتیں۔ تو ہماری جماعت میں اور ہزاروں لاکھوں جو احمدی ہیں۔ ان کے علوم کسی ایک کتاب میں کس طرح بیان ہو سکتے ہیں۔ اسی طرح آئندہ زمانوں میں ایسے لوگ پیدا ہوتے رہیں گے۔ جن پر

قرآن کریم کے نئے سے نئے علوم

منکشف ہوتے رہیں گے۔ اور یہ بالکل ناممکن ہو گا۔ کہ ان سب کو کسی تفسیر میں یکجائی طور پر بیان کیا جا سکے۔ اور یہ سلسلہ اس وقت تک چلتا چلا جائیگا۔ جب تک جماعت احمدیہ کے افراد اس یقین پر قائم رہیں گے۔ کہ قرآن خدا کا کلام ہے۔ اور اس کے اندر غیر محدود علوم اور معارف

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پنہاں ہیں۔ اس یقین کی موجودگی میں قرآن کبھی بند کتاب کی طرح نہیں رہے گا۔ بلکہ ہمیشہ اور ہر زمانہ میں اس میں سے نئے سے نئے علوم نکلتے آئیں گے۔ مگر جس دن لوگوں نے قرآن کریم کے علوم کو محدود سمجھ لیا۔ جس دن انہوں نے خیال کر لیا۔ کہ قرآن اتنے رکوعوں اتنی سورتوں اور اتنے پاروں کی کتاب ہے۔ اور اس کے متعلق فلاں نے یہ لکھا ہے۔ اور فلاں نے وہ اور یہ کہ اس سے زیادہ اب کوئی معرفت کی بات قرآن کریم سے نہیں نکل سکتی۔ اس دن قرآن لوگوں کے لئے بند ہو جائے گا۔ اور اس میں سے کوئی نور اور معرفت کا نیا نکتہ انہیں نہیں سوجھے گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمارے اندر یہی ایمان پیدا فرمایا ہے۔ کہ

قرآن غیر محدود معارف کا حامل ہے

اور جس طرح خدا تعالیٰ کی طاقتیں انسانی حد لبت سے بالا ہیں۔ اسی طرح قرآنی معارف کا بھی کوئی شخص احاطہ نہیں کر سکتا۔ یہ معارف قرآن میں سے نکلتے چلے آئے ہیں۔ اور ضرورت زمانہ کے متعلق ہمیشہ نکلتے چلے جائیں گے۔ یہ دروازہ نہ پہلے کبھی بند ہوا۔ اور نہ آئندہ کبھی بند ہو گا۔ قرآن کے متعلق یہی ایمان ہے۔ جو اصل چیز ہے۔ باقی سب تفاسیر اسکی جزئیات ہیں۔ جب تک تمہارے دلوں میں یہ ایمان رہے گا۔ قرآن کے وسیع علوم تم پر کھلتے چلے جائیں گے۔ مگر جس دن یہ ایمان تمہارے دلوں سے نکل گیا۔ اسی دن تم قرآن کو کھو لوگے۔ اور اسے پڑھو گے بھی مگر جس طرح گنے کو چوس کر اس کے چھلکے کو الگ پھینک دیا جاتا ہے۔ اسی طرح تمہیں قرآن کے الفاظ اس چھلکے کی طرح دکھائی دیں گے۔ جس کا رس چوس لیا گیا ہو۔ مگر اس ایمان کی موجودگی میں جب تم قرآن کو پڑھو گے۔ تو تمہاری حالت اس پیاسے کی سی ہو گی۔ جو سخت پیاس کی حالت میں دریائے سندھ یا برہم پترا کو اپنا منہ لگا دے۔ اور خیال کرے۔ کہ وہ تمام دریا ایک ہی سانس میں پی جائے گا۔ مگر ایک دو چلو پانی پینے کے بعد ہی اسکی پیاس بجھ جائے۔ اور وہ یہ دیکھ کر حیران رہ جائے۔ کہ دریا تو اسی شان سے بہتا چلا جا رہا ہے۔ اور اسکی پیاس دو چلو پانی سے ہی بجھ گئی ہے۔

میں اپنے جوش میں کہیں سے کہیں نکل گیا۔ میری غرض تو اس وقت یہ اعلان کرنا تھا۔ کہ جن دوستوں نے اس تفسیر کا پہلا حصہ منگوا لیا تھا۔ وہ اب دفتر تحریک جدید میں واپس بھجوا دیں۔ تاکہ بقیہ حصہ اس کے ساتھ شامل کر کے اور جلد بندھوا کر جلسہ سالانہ پر انہیں مکمل کتاب دی جا سکے۔ اور دوسرے دوستوں کو توجہ دلانا کہ وہ دسمبر سے پہلے پہلے ہر جگہ پر

خریداری کی تحریک

کر کے معقول تعداد خریداروں کی پیدا کر چھوڑیں۔ میں نے اس کے متعلق بعض دوستوں کو زبانی بھی یہ تحریک کی ہے۔ کہ وہ لوگوں کو اس تفسیر کا خریدار بنانے کی کوشش کریں۔ اور اب اس خطبہ کے ذریعہ عام اعلان کرتا ہوں۔ کہ تمام دوست اپنے اپنے مقام پر اسکی خریداری کے متعلق پر زور تحریک کریں۔ بلکہ ہر جگہ دوست اپنے آپ کو بطور والنٹیئر پیش کریں۔ اور وہ والنٹیئر ہر شہر ہر قصبہ اور ہر گاؤں میں پھر کر احمدیوں۔ غیر احمدیوں اور غیر مسلموں سب میں اسکی خریداری کی تحریک کریں۔ ان سے سردست روپیہ لینے کی ضرورت نہیں۔ صرف خریداری کا وعدہ لے لیا جائے۔ اور ان کے نام نوٹ کر لئے جائیں۔ جلسہ سالانہ پر ان کے لئے اکٹھی کتابیں یہاں سے خریدی جا سکتی ہیں۔ میں امید کرتا ہوں۔ کہ دوست اس کے متعلق مستعدی سے کام لیں گے۔ اور اس تفسیر کے زیادہ سے زیادہ خریدار پیدا کرنے کی کوشش کریں گے۔ کیونکہ اگر وہ روپیہ جو اسکی طبع و اشاعت پر خرچ آئے گا۔ کتاب جلد فروخت ہو کر ہمیں واپس نہیں ملے گا۔ تو اگلی جلد کی اشاعت میں خواہ مخواہ تاخیر واقع ہو گی۔

کمال یار جنگ ایجوکیشن کمیٹی کے وفد کا قادیان میں ورود

اخبار ۲۳ اکتوبر ۱۳۱۹ہش ۱۹۴۰ء کو کمال یار جنگ ایجوکیشن کمیٹی جو اس مقصد کے لئے بنائی گئی ہے۔ کہ مسلمانوں کی تعلیم کے لئے اسلامی نقطہ نگاہ سے ایسی سکیم تیار کرے۔ جس سے مسلمان غیر اسلامی اثر سے محفوظ رہ سکیں) کا وفد جو دو ماہ سے ہندوستان کے مختلف علاقوں کا دورہ کر رہا ہے۔ آج ۸½ بجے شب کی گاڑی سے اپنے سیلون میں قادیان تشریف لایا۔ وفد کے ارکان پانچ اصحاب ذیل ہیں۔ (۱) خان بہادر مولوی عزیز الحق صاحب سپیکر بنگال اسمبلی و وائس چانسلر کلکتہ یونیورسٹی۔ (۲) حاجی مولوی ابوالحسن صاحب ایم۔ اے۔ آئی۔ ای۔ ایس (ریٹائرڈ) سابق ڈائرکٹر آف پبلک انسٹرکشن ریاست کشمیر۔ (۳) مولوی کے علی افضل صاحب بی۔ ایس۔ سی (اڈنبرا) بار ایٹ لاء سیکرٹری بنگال اسمبلی (۴) جناب بقا محمد خاں صاحب چیف انسپکٹر مدارس ریاست بہاولپور۔ (۵) مولوی اسد الحق صاحب ایم۔ اے پرسنل اسسٹنٹ ٹو دی چیئرمین۔ اسٹیشن پر سلسلہ عالیہ کی طرف سے ناظر صاحبان امور عامہ و بیت المال و دعوۃ و تبلیغ و دیگر معززین اصحاب وفد کے استقبال کے لئے موجود تھے۔ معزز مہمانوں کے گاڑی سے اترنے کے بعد اھلاً و سہلاً کے نعرے لگائے گئے۔ اور بیت الظفر میں ان کے قیام کا انتظام تھا۔ وہاں پہنچکر کھانا تناول فرمایا۔ اور واپس اپنے سیلون میں سٹیشن پر چلے گئے۔ ۲۴ کی صبح کو تمام دن وفد نے سلسلہ کے سب دفاتر و مدارس و مقبرہ بہشتی اور وہ تالاب جو حال میں طلباء کو تیرنا سکھانے کے لئے تعمیر ہوا ہے۔ نہایت دلچسپی سے دیکھے۔ اور پھر درس القرآن جو مسجد اقصیٰ میں ہو رہا تھا۔ اس میں شامل ہوئے۔ اتفاق سے آج کے درس میں آیت خاتم النبیین کی تفسیر بیان ہو رہی تھی۔ جو نہایت غور سے وفد کے جملہ ارکان نے سنی۔ دو بجے بعد دوپہر حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز سے قصر خلافت میں ملاقات کی۔ جو تین بجے تک جاری رہی۔ اور مختلف امور پر گفتگو ہوتی رہی۔ بعد مغرب صدر انجمن احمدیہ کی طرف سے دعوت طعام دی گئی۔ جس میں حضرت امیر المؤمنین نے بھی قدم رنجہ فرمایا۔ اور ناظر صاحبان و مختلف اداروں کے انچارج و ایڈیٹر صاحبان رسائل و اخبارات بھی مدعو تھے ۱۳۔ نو بجے شب کے قریب یہ تقریب ختم ہوئی۔ اور معزز مہمان رخصت ہوئے۔ اور ۲۴ کو صبح کی ٹرین سے نہایت اچھے اثرات لئے ہوئے قادیان سے رخصت ہوئے۔

مژدہ **احمدیہ تفسیر القرآن** مژدہ

حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ میں اس امر کا اعلان فرما دیا ہے۔ کہ انشاء اللہ تعالیٰ اسی سال جلسہ سالانہ کے موقعہ پر اس عظیم الشان تفسیر کی ایک جلد مکمل کر کے شائع کر دی جائے گی۔ اور ہدیہ حضور نے باوجود کاغذ اور طباعت کی گرانی اور زیادتی حجم کے وہی ۵/- روپے رکھا ہے۔ چونکہ وقت کی تنگی کی وجہ سے اسے زیادہ تعداد میں نہیں چھپوایا جا رہا۔ اس لئے احباب ابھی سے خریداری کے متعلق اطلاع بھجوا دیں۔ اور قیمت پیشگی ہی بھجوا دیں۔ تاکہ ان کے لئے نسخے ریزرو کر دیئے جائیں۔

ضروری ہدایت جن دوستوں کو سابقہ طبع شدہ تفسیر کا حصہ ارسال کر دیا گیا تھا۔ وہ دوست اس کو بھی بہت جلد بذریعہ ڈاک دفتر تحریک جدید میں ارسال کر دیں۔ تاکہ اسے شامل کر کے مکمل جلد جلسہ سالانہ پر ان کے واسطے تیار رہے۔ ورنہ نامکمل اور غیر مجلد تفسیر ہی ان کو مل سکے گی۔

ذریعہ تبلیغ غیر احمدی احباب کے لئے بھی یہ تفسیر بہترین اور پائیدار تبلیغ ہو گی۔ اس لئے ابھی سے ان کے لئے قیمت ادا کر کے اسے اپنے لئے مخصوص کرا لیں۔

(انچارج تحریک جدید)

۳۱ ماہ اخاء یعنی اکتوبر کے آخیر تک

اس سے پیشتر اخبار میں اعلان کیا جا چکا ہے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے مطالبہ وقف زندگی کے بموجب گریجوایٹ اور مولوی فاضل نوجوان اپنے اسماء پیش کریں۔ تاکہ ان میں سے موزوں اصحاب کا انتخاب کر لیا جائے۔ (موجودہ صورت میں مولوی فاضل نوجوانوں کے لئے میٹرک پاس ہونا لازمی ہے۔ اگر میٹرک پاس ہوں۔ تو ان کے لئے ترجیح کا موقعہ ہو گا۔ اگر وہ انتخاب میں آ گئے۔ تو اس شرط کے ساتھ منتخب کیا جائے گا۔ کہ وہ اگلے سال میٹرک پاس کر لیں گے) اب احباب جماعت کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ جملہ ایسے نوجوان اپنی اپنی درخواستیں ۳۱ ماہ اخاء تک دفتر تحریک جدید میں ضروری ارسال کر دیں۔ اس میں کوتاہی نہ کریں۔ اگر احباب جلدی اپنی اپنی درخواستیں ارسال کر دیں۔ تو آسانی کا موجب ہو گا۔ (انچارج تحریک جدید)

"بعض نیکیاں ایسی ہوتی ہیں۔ کہ ان کا موقعہ ہمیشہ ملتا رہتا ہے۔ لیکن بعض نیکیوں کا موقعہ صدیوں میں ملتا ہے۔ اور جو اس سے محروم رہ جاتے ہیں۔ وہ ندامت کا شکار ہوتے ہیں۔ مگر ندامت فائدہ نہیں دیتی۔ پھر کیوں نہ انسان ندامت سے پہلے ہی اپنے لئے زاد راہ مہیا کر لے"۔ اگر آپ سال ششم کا عہد پورا کر چکے۔ تو مبارک ہو۔ ورنہ یہ پڑھتے ہی پہلا کام یہ کریں۔ کہ فوراً منی آرڈر یا بیمہ کر دیں۔ تا دعا میں آپ کا نام آ جائے۔ (تحریک جدید)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پیغامی مشن!

مولوی محمد علی صاحب کے ساتھیوں کی غلط بیانیاں

(۱)

ناظرین فاروق کو معلوم ہے۔ کہ خاکسار کا ایک مضمون بعنوان "مولوی محمد علی صاحب کی غلط بیانیاں" متواتر نکل رہا ہے۔ اور انشاء اللہ اس کے کئی نمبر نکلیں گے۔ ان نمبروں میں مولوی محمد علی صاحب کے بڑے بڑے جھوٹ ظاہر کئے جائیں گے۔ جن کو ناظرین فاروق پڑھ کر حیران رہ جائیں گے۔ کہ ایک شخص ایم۔اے ہے۔ مولوی کہلاتا ہے۔ ایک جماعت کا لیڈر بھی ہے۔ قرآن شریف کا مفسر بھی ہے۔ باوجود ان صفات کے اپنی تحریرات میں جھوٹ اور غلط بیانیاں بھی بے دھڑک کر جاتا ہے۔

خاکسار کا خیال تھا۔ کہ اس سلسلہ مضامین کے ساتھ ہی ایک سلسلہ اور جاری کیا جائے۔ جس کی سرخی "مولوی محمد علی صاحب کے ساتھیوں کی غلط بیانیاں" ہو۔ اور اس سلسلہ مضامین میں اس گروہ کے کھلے کھلے جھوٹ اور غلط بیانیاں ظاہر کی جائیں۔ تا کہ احمدی جماعت کے سامنے اہل پیغام کی پوری پوری اور اصل تصویر آجائے۔ مگر چونکہ خاکسار کے اور بھی مشاغل ہیں۔ فرصت کم ملتی ہے۔ اس لئے ادھر توجہ نہ کر سکا۔ اب جبکہ ۲۶ر ستمبر ۱۹۴۰ء کے پیغام میں عزیزم برخوردار محمد آصف نے خاکسار کے اس مضمون پر جو ۲۱ر ستمبر ۱۹۴۰ء کے فاروق میں نکلا ہے۔ کچھ نکتہ چینی کی ہے۔ لہذا اس سرخی کی طرف بھی خاکسار کو توجہ کرنی پڑی۔

مولوی محمد علی صاحب کی صحبت کا یہ عجیب اثر ہے۔ کہ جو بھی ان کے پاس چند روز بیٹھتا ہے۔ وہی غلط بیانیاں اور سیاہ جھوٹ بولنا شروع کر دیتا ہے۔ اور پھر بلا دھڑک بولتا چلا جاتا ہے۔ کچھ خیال نہیں کرتا۔ کہ لوگ مجھے کیا کہیں گے۔ یہی حال اس نونہال برخوردار محمد آصف صاحب کا ہے۔ جب یہ صاحب قادیان میں رہتے تھے۔ تو ان عقائد کو جو جماعت احمدیہ کے اور ان کے والد صاحب کے ہیں۔ مانتے تھے۔ جن پر آج یہ اعتراض کرنے بیٹھے ہیں۔ یعنی یہ کہ مصلح موعود حضرت میاں صاحب ہیں۔ قادیان میں رہتے اور اپنے والد کے پاس رہتے حتی کہ بی اے پاس کیا۔ پھر ایل۔ایل۔بی کر کے ایک کافی مدت والد صاحب کے پاس گذاری۔ اور اس ساری عمر میں احمدیہ عقائد کو ہی مانتے رہے۔ مگر یونہی اپنے والد صاحب سے کسی پرائیویٹ معاملہ میں ناراض ہو کر لاہور مولوی محمد علی صاحب کی صحبت میں پہنچا تھا۔ کہ برخوردار کی وہ بھولی بھالی صورت ہی تبدیل ہو گئی۔ جھوٹ اور غلط بیانیوں کے منحوس عجل کی راکھ کا شربت ان کو بھی پلایا گیا

میاں محمد آصف صاحب کے اعتراضات مندرجہ ذیل ہیں:-

(۱) کچھ عرصہ سے حکیم نظام الدین صاحب مبلغ معاصر "فاروق" میں "مصلح موعود" کی پیشگوئی کے متعلق مضامین لکھ رہے ہیں"۔

الجواب - عزیزم برخوردار "مصلح موعود" کے متعلق نہیں۔ بلکہ مولوی محمد علی صاحب کے جھوٹ اور غلط بیانیوں کے متعلق لکھ رہا ہوں۔ کیا جناب کو اس مضمون کی سرخی نظر نہیں آئی۔ جس پر آپ اعتراض کر رہے ہیں؟ کیا اس کے شروع میں یہ لفظ نظر نہیں پڑے؟ کہ "مولوی محمد علی صاحب کی غلط بیانیاں" تو پھر آپ نے اس لفظ کو پردہ میں کیوں رکھا۔ اس میں کیا راز ہے؟ کیا اس لئے تو نہیں کہ تا پیغام پارٹی کو یہ معلوم نہ ہو جائے۔ کہ جماعت احمدیہ قادیان مولوی محمد علی صاحب کے جھوٹ اور غلط بیانیاں ظاہر کر رہی ہے۔ ایسا نہ ہو۔ کہ وہ بھی تحقیقات شروع کر دیں۔ اور مولوی محمد علی صاحب کا اندرونہ ظاہر ہو جائے۔ ہاں چونکہ میں مولوی محمد علی صاحب کی اس کتاب پر تنقید کر رہا ہوں۔ جس کا نام "المصلح الموعود" ہے۔ اس لئے لازماً "مصلح موعود" کا ذکر بھی درمیان آگیا ہے۔ مگر اس کا یہ مطلب نہیں۔ کہ میں "مصلح موعود" پر مضمون "عرصہ سے" لکھ رہا ہوں۔ "عرصہ سے" جو میں لکھ رہا ہوں۔ وہ "مولوی محمد علی صاحب کی غلط بیانیاں" اور ان کے جھوٹ ہیں۔ جب میرا یہ سلسلہ مضامین ختم ہو جائے گا۔ پھر بڑی خوشی سے آپ بھی میرے مضامین کی تردید کریں۔ سر دست تو شروع ہی ہوئے ہیں۔ اصل بات کو پردہ میں رکھنا یہی مولوی محمد علی صاحب کی صحبت کا اثر ہے۔ جو آپ پر بھی ہو چکا ہے۔

---

(۲) آگے لکھتے ہیں۔ "یہ پیشگوئی ایک مامور کے متعلق ہے۔ جو کسی آئندہ زمانہ میں پیدا ہوگا"۔

نہیں نہیں۔ برخوردار یہ آپ کی غلط بیانی ہے۔ نہ تو یہ "مامور" کے متعلق ہے۔ اور نہ ہی آئندہ پیدا ہونے والے کے متعلق ہے۔ دیکھو آپ کے امیر صاحب اسی رسالہ میں جس پر یہ خاکسار تنقید کر رہا ہے۔ فرماتے ہیں:-

"یاد رہے۔ کہ مصلح موعود وہ لڑکا ہے۔ جس کی پیشگوئی ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں ہے"۔

(رسالہ المصلح الموعود صا)

اب اے عزیز وہ اشتہار سارا پڑھ جاؤ۔ کہیں نہیں پاؤ گے۔ کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہو۔ کہ مصلح موعود "مامور" ہوگا۔ یعنی خدا اسکو امر کرے گا۔ تو پھر وہ مصلح موعود ہونے کا دعویٰ کرے گا۔ یہ محض ایک گپ ہے۔ جس کا آپ کے پاس اور آپ کی پارٹی کے پاس اور خاصکر آپ کے امیر صاحب کے پاس کچھ بھی ثبوت نہیں۔ اگر مذکورہ بالا اشتہار سے یہ بات ثابت کر دو۔ تو انعام پاؤ۔

نیز اسی سلسلہ مضامین میں لفظ "مامور" پر بحث کر آیا ہوں۔ اور پھر بھی کبھی اپنے موقعہ پر آجائے گی۔

باقی رہا آپ کا یہ لکھنا کہ "کسی آئندہ زمانہ میں پیدا ہوگا"۔ یہ بھی آپ کی غلط بیانی ہے۔ میں اسی مضمون میں لکھ آیا ہوں۔ جس پر آپ اعتراض کر رہے ہیں۔ اور اللہ کے فضل و کرم سے میرا مضمون ایسا مدلل ہے۔ کہ پیغام پارٹی اس کا صحیح جواب ہرگز نہیں دے سکتی۔ دیکھو فاروق ۲۱ر ستمبر صفحہ ۸۔ کیا خاکسار نے جو جو اس صفحہ مذکور پر اسناد لا لات کئے ہیں۔ ان کو آپ نے چھوا تک بھی ہے؟ تو پھر آپ کس بناء پر لکھ رہے ہیں۔ کہ "کسی آئندہ زمانہ میں پیدا ہوگا" ان منہ کی پھونکوں کا آپ کے ہاتھ میں کیا ثبوت ہے۔ کاش کہ اس اپنے سارے مضمون میں میرے مضمون کی تردید میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک بھی حوالہ پیش کیا ہوتا۔ پس آپ آنکھیں کھول کر اور تعصب کی پٹی آنکھوں سے اتار کر ایک دفعہ پھر میرا مضمون پڑھیں۔ اور اگر آپ یا آپ کا امیر یا آپ کی پارٹی میرے اسناد لا لات کو حضور اقدس علیہ السلام کے حوالوں سے توڑ دیں۔ تو انعام پائیں۔ خدا کی قسم دس روپے نقد فوراً انعام دوں گا۔ باقی رہا آپ لوگوں کا یہ کہنا کہ "میں نہ مانو۔ میں نہ مانو" اگر آپ نہ مانو گے۔ تو اس سے کیا یہ نور جو خدا کی طرف سے آیا ہے۔ وہ ماند پڑ جائے گا۔ کیا پہلے منکروں نے اس نور کو جو خدا کی طرف سے آتا رہا ہے۔ مان لیا تھا۔ نہیں نہیں۔ جو ضدی منکر ہوتے ہیں۔ وہ ہرگز نہیں مانا کرتے۔

دیکھو! میں نے اسی مضمون میں حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ الہام پیش کیا تھا۔

"احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا اٰمنا وھم لا یفتنون۔ وقالوا تاللہ تفتؤ تذکر یوسف حتّٰی تکون حرضًا او تکون من الھالکین۔ شاھت الوجوہ فتول عنھم حتّٰی حین۔ ان الصابرین یوفّٰی لھم اجرھم بغیر حساب۔

اب خدا تعالیٰ نے ان آیات میں صاف بتلا دیا کہ بشیر کی موت لوگوں کی آزمائش کے لئے ایک ضروری امر تھا۔ اور جو کچے تھے۔ وہ مصلح موعود کے ملنے سے نومید ہو گئے۔ اور انہوں نے کہا۔ کہ تو اسی طرح اس یوسف کی باتیں ہی کرتا رہیگا۔ یہاں تک کہ قریب المرگ ہو جائے گا۔ یا مر جائیگا۔ سو خدا نے مجھے فرمایا۔ کہ ایسوں سے اپنا منہ پھیر لے جب تک وہ وقت پہنچ جائے"۔ (دیکھو مکتوب بنام حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی)

اب غور فرماؤ۔ اس خدا کے پاک کلام میں کیا مصلح موعود کو یوسف نام نہیں دیا گیا۔ اور حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مثالاً یعقوب نہیں کہا گیا۔ پھر اس امر پر بھی غور کرو۔ کہ حضرت یوسف اور حضرت یعقوب کی ملاقات زندگی میں ہوئی تھی یا نہیں؟ پھر اس امر پر بھی غور کرو۔ کہ حضرت یوسف کے بڑے بھائی جو اپنے آپ کو بڑے معزز خیال کرتے تھے۔ حضرت یوسف کے سخت مخالف ہوئے تھے یا نہیں؟ پھر اس امر پر بھی غور کرو۔ کہ جس طرح حضرت یعقوب کو ان کے بیٹے بطور تمسخر کہتے رہے۔ بعینہٖ پیغام پارٹی نے حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق اپنا عملی نمونہ دکھلایا ہے یا نہیں؟ بلکہ اصل حقیقت یہ ہے۔ کہ مولوی محمد علی صاحب نے اور ان کے ساتھیوں نے تو حضرت مسیح موعود کو وہ وہ گالیاں دی ہیں۔ جو یعقوب کے بیٹوں نے نہیں دیں۔ وہ سب ناپاک الفاظ جو مولوی محمد علی صاحب کے منہ سے حضرت مسیح موعود کے بارے میں نکلے ہیں۔ وہ انشاء اللہ آگے آگے آتے جائیں گے۔ گھبرائیں نہیں۔

پھر اللہ تعالیٰ کے کلام نے بیان کیا۔ کہ شاھت الوجوہ۔ کہ ان مسخروں کے منہ سیاہ ہو جائیں گے۔ اور خدا کی پیشگوئی پوری ہو جائے گی۔ پھر فرمایا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نتولّ عنهم حتى حين۔ اس فقرے کا ترجمہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ "ایسوں سے اپنا مُنہ پھیر لے۔ جب تک وہ وقت پہنچ جائے۔" کیا اس عبارت سے یہ صاف معلوم نہیں ہوتا۔ کہ "وہ وقت" یعنی مصلح موعود کی پیشگوئی کا وقت حضور کی زندگی میں ہی آنے والا ہے۔ اگر یہ وقت حضور کی زندگی میں نہیں آنا تھا۔ تو پھر اس فقرے کا مطلب کیا ہوا۔ کہ اس وقت تک ان سے منہ پھیر لے۔ جب تک کہ وہ مصلح موعود پیدا ہو جائے؟ اس سارے الہام کو اور اس کے ترجمے کو جو حضور علیہ السلام نے خود کیا ہے۔ غور سے پڑھو۔ اور خدا را انصاف کرو۔

پھر فرمایا۔ ان الصابرین یوفٰی لھم اجرھم۔ ان صابروں میں اول درجہ حضور علیہ السلام خود شامل ہیں۔ تو پھر اس حالت میں حضور کے صبر کا اجر آپ کو اپنی زندگی میں ہی ملنا چاہیئے تھا۔ جو مل گیا۔ طوالت کی وجہ سے میں زیادہ اس الہام کی تشریح اس جگہ نہیں کرتا۔ اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔ ناظرین خود اس پر غور کریں۔ اور میری وہ تشریح بھی پڑھ لیں۔ جو ۲۱ ستمبر کے فاروق صفحہ پر شائع ہو چکی ہے۔

اس کے آگے میاں محمد آصف صاحب میری عبارت نقل کر کے اس پر اعتراض کرتے ہیں۔ جو یہ ہے (۳) "خدا کا مسیح علیہ السلام خدا کے آگے چالیس روز رو رو کے دعا کرتا ہے۔ کہ اے اسلام کے مالک خدا۔ اے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے خدا مجھے ایک لڑکا عطا کر۔ جو ان صفات اور اخلاق سے متصف ہو۔" یہ الفاظ میرے ہیں۔ جو مذکورہ بالا فاروق میں شائع ہوئے ہیں۔ اور خاکسار نے یہ الفاظ بطور خلاصہ مفہوم لکھے ہیں۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریروں اور آپ کے الہامات اور مولوی عبد اللہ صاحب سنوری رضی اللہ عنہ کے مکتوبات اور دیگر تحریرات سے لئے ہیں۔ حضرت صاحب کے نہیں۔ اور نہ ہی میں نے ان پر فاروق میں کومے لگائے ہیں۔ جن کا نشان یہ " " ہوتا ہے۔ تاکہ کسی کو شبہ پڑ سکتا ہو۔ کہ یہ الفاظ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف "منسوب" ہیں۔ پس میاں محمد آصف کا ان الفاظ پر یہ اعتراض کرنا کہ "یہ الفاظ جو انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی چالیس روزہ دعا میں حضرت صاحب کی طرف منسوب کئے ہیں۔ ہرگز ہرگز حضور نے یہ الفاظ استعمال نہیں کئے۔" محض ایک غلط بیانی ہے۔ میاں محمد آصف صاحب کو یہ بات اچھی طرح یاد رکھنی چاہیئے۔ کہ یہ ناپاک عادت کہ اپنی عبارت بنا کر کومے لگا کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف "منسوب" کرنا مولوی محمد علی صاحب کی ہے۔ جماعت احمدیہ میں ایک شخص بھی خدا کے فضل و کرم سے اس گناہِ عظیم میں مبتلا نہیں ہے۔ احمدیہ لٹریچر سارا تلاش کر جاؤ۔ آپ کی آنکھیں شرمندہ ہو کر رہ جائیں گی۔ ایسا حوالہ ایک بھی نہیں ملے گا۔ ہاں میں انشاء اللہ مولوی محمد علی صاحب کے ایسے حوالے پیش کر سکتا ہوں۔ اور کچھ اپنے سابقہ مضامین میں کر بھی چکا ہوں۔ اگر آپ کو جرأت ہے۔ تو یہ کلنک کا ٹیکہ مولوی صاحب کے ماتھے سے دھوئیں۔ دیدہ باید۔

باقی رہا یہ امر کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک بیٹے کے لئے دعا کی ہے یا نہیں۔ اس امر کے فیصلہ کے لئے دُور جانے کی ضرورت نہیں۔ اُسی الہام کے الفاظ پر غور کر لو۔ جو میں اُسی جگہ لکھ چکا ہوں۔ جس جگہ پر آپ نے اعتراض کیا ہے۔ وہ اِس الہام سے استنباط ہوتی ہے یا نہیں۔ وہ عبارت اور الہام یہ ہے:۔

"اس کے جواب میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔" میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں۔ اسی کے موافق جو تُو نے مجھ سے مانگا۔ سو میں نے تیری تضرعات کو سُنا اور تیری دعاؤں کو (جو تو چالیس روز رو رو کر کرتا رہا۔ ناقل) اپنی رحمت سے بپایۂ قبولیت جگہ دی .... سو تجھے بشارت ہو۔ کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائیگا۔ ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملیگا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے اور تیری ہی ذریت و نسل ہوگا۔" (تذکرہ صفحہ ۱۴۷)

برخوردار! یہ ہے وہ عبارت اور الہام جس کو آپ نے محض لوگوں کو دھوکہ دینے کے لئے ترک کر دیا ہے۔ تاکہ "پیغام صلح" کے ناظرین پر حقیقت ظاہر نہ ہو جائے۔ کب تک اس حقیقت کو لوگوں سے چھپائے چلے جاؤ گے؟ سنو! "اُسی کے موافق جو تُو نے مجھ سے مانگا۔" اس کلام الٰہی سے معلوم ہو رہا ہے۔ حضرت صاحب نے خدا سے کچھ مانگا ہے۔ "سو میں نے تیری تضرعات کو سنا" تضرعات جمع ہے تضرع کی۔ اور تضرع کے معنے ہیں۔ گریہ زاری کرنا۔ رونا۔ گڑگڑانا۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آپ بار بار روتے رہے۔ اور وہی چالیس روز ہیں جن میں آپ تضرعات کرتے رہے۔" اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بپایۂ قبولیت جگہ دی"۔ اس جگہ الہام الٰہی نے دعاؤں فرمایا ہے۔ جو چالیس دنوں پر پھیلی ہوئی ہیں۔ غور فرماؤ۔ دعا تو صرف ایک لڑکے کے لئے کی۔ اور بہت سے امور کے لئے نہیں کی۔ مگر لفظ جمع کے خدا نے فرمائے۔ جس کے صرف یہ معنی اور مطلب ہے۔ کہ ایک لڑکے کے لئے چالیس روز دعائیں کرتے رہے۔ اگر کہو۔ کہ جمع کا صیغہ اس لئے استعمال کیا گیا ہے۔ کہ بہت سے امور کے متعلق حضرت صاحب نے دعائیں کیں۔ تو یہ بات بالکل غلط ہے۔ کیونکہ جواب میں اللہ تعالیٰ نے صرف یہ فرمایا ہے۔ "سو تجھے بشارت ہو۔ کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائیگا۔" کیوں میاں محمد آصف آپ کی سمجھ میں یہ بات آئی ہے یا نہیں۔ مگر جنہوں نے لوگوں کو دھوکا دینا ہو۔ اور وہ تنخواہ بھی انہیں دھوکا بازیوں کی لیتے ہوں۔ ان کو حق گوئی سے کیا تعلق۔

پھر فرمایا۔ "ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے اور تیری ہی ذریت و نسل ہوگا۔" اس پر بھی غور کر لو۔ یہ فقرہ آپ کے امیر کے استدلال کی جڑھ کاٹ رہا ہے۔ جو کہتے ہیں۔ کہ کسی وقت آئندہ نسلوں میں پیدا ہوگا۔ کیا تمہارا امیر کھلے طور پر غلط بیانی کر رہا ہے یا نہیں؟ خدا تو کہے۔ کہ تیرا لڑکا ہوگا۔ تیرا تخم ہوگا۔ تیری ذریت ہوگا۔ تیری نسل ہوگا۔ مگر آپ کا امیر بیچارہ کن خار دار جنگلوں میں بھولا بھٹکا پھرتا ہے۔ کہتا ہے چار سو سال کے بعد کسی وقت پیدا ہوگا۔ واہ امیر صاحب خوب کہی۔ میاں محمد آصف صاحب۔ عام طور پر شرعی شہادتیں دو ہوا کرتی ہیں۔ لیکن یہاں خدا تعالیٰ نے چھ شہادتیں پیش کی ہیں۔ اس پر بھی غور کر لینا۔ پھر دو بار ہی ہی لا کر کلام کا حصر کر دیا ہے۔

اور سنو! حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔ "الہام یہ بتلاتا تھا۔ کہ چار لڑکے پیدا ہوں گے۔ اور ایک کو ان میں سے ایک مرد خدا مسیح صفت الہام نے بیان کیا ہے۔ سو خدا تعالیٰ کے فضل سے چار لڑکے پیدا ہو گئے۔" (تریاق صفحہ ۱۸ بڑی تختی)

دیکھو ان چار میں سے ایک مصلح موعود مسیح صفت لڑکا ہے۔ مگر افسوس پیغام پارٹی کی سمجھ پر یا ان کی دھوکا بازی پر۔

پھر فرمایا:۔ "دہلی میں میری شادی ہوئی۔ اور خدا نے وہ لڑکا بھی دیا۔ اور تین اور عطا کئے" (تریاق صفحہ ۳۴) یہاں "وہ لڑکا" سے مراد صرف مصلح موعود ہی ہے۔ اور کوئی نہیں۔

پھر فرمایا:۔ "سو چونکہ خدا تعالیٰ کا وعدہ تھا۔ کہ میری نسل میں سے ایک بڑی بنیاد حمایت اسلام کی ڈالے گا۔ اور اس میں سے وہ شخص پیدا کریگا۔ جو آسمانی روح اپنے اندر رکھتا ہوگا۔ اس لئے اس نے پسند کیا۔ کہ اس خاندان کی لڑکی میرے نکاح میں لاوے۔ اور اس سے وہ اولاد پیدا کرے۔ جو ان نوروں کو جن کی میرے ہاتھ سے تخم ریزی ہوئی ہے۔ دنیا میں زیادہ سے زیادہ پھیلا وے۔" (تریاق صفحہ ۶۵)

اس عبارت میں بھی "وہ شخص" سے مراد مصلح موعود ہے۔ اور وہ ام المومنین سے ہی پیدا ہونا ہے۔

اس عبارت سے یہ بات بھی ثابت ہو گئی۔ کہ دین کی حمایت کے لئے جو کچھ بھی ہوگا۔ وہ انشاء اللہ آپ کی ہی اولاد کے ذریعہ سے ہوگا۔ نیز یہ کہ قادیان سے ہی ہوگا۔ کیونکہ حضور کی اولاد قادیان میں ہی رہتی ہے۔ مولوی محمد علی صاحب اور ان کی اولاد اور ان کے ساتھیوں سے اور ساتھیوں کی اولاد سے اور لاہور سے حمایت وماحیت وغیرہ کچھ نہیں ہوئی۔ پس مولوی محمد علی صاحب کا ترجمہ یا تفسیر قرآن شریف کے گیت گاتے پھرنا کچھ حقیقت نہیں رکھتا۔ قرآن شریف کی آج تک جو ہزاروں کی تعداد میں تراجم و تفاسیر شائع ہو چکی ہیں۔ عربی میں فارسی میں۔ اردو میں۔ انگریزی میں وغیرہا زبانوں میں اُن میں سے ایک مولوی محمد علی صاحب کی تفسیر بھی ہے۔ جو محض پیسے کمانے کا ایک ذریعہ بنایا گیا ہے۔ جو معارف حضرت مسیح موعود علیہ السلام خدا سے لائے۔ وہ مولوی محمد علی صاحب کی تفسیر میں ہرگز نہیں ہیں۔ بلکہ جا بجا حضرت صاحب کی مخالفت موجود ہے۔ جس کا ذکر آئے دن قادیان کی اخبارات میں کیا جاتا ہے۔

پھر میاں محمد آصف صاحب نے خاکسار کی یہ عبارت "اللہ تعالےٰ نے تسلی دی۔ کہ فکر نہ کرو۔ اب لڑکا پیدا ہوگا۔ وہی مصلح موعود ہے۔ بشیر اول کے بعد مصلح موعود پیدا ہوگا۔ بلا توقف پیدا ہوگا۔ اس کا نام محمود احمد فضل عمر ہوگا۔" نقل کر کے اس پر اعتراض کیا ہے۔ کہ "کہاں ہے وہ تسلی ذرا ہمیں بھی تو اس کا علم ہو۔ کہاں اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ کہ اب جو لڑکا پیدا ہوگا۔ وہی مصلح موعود ہوگا۔ ... کیا حکیم صاحب اس امر کو ثابت کر سکتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کبھی اشارۃً بھی مصلح موعود کی پیشگوئی کو جناب میاں محمود احمد صاحب پر چسپان کیا؟

اس کے جواب میں عرض ہے۔ کہ خاکسار نے واضح طور پر اُسی مضمون میں جس پر آپ اعتراض کر رہے ہیں۔ ثابت کر دیا ہے۔ مگر علیٰ ابصارھم غشاوۃ کا کیا علاج ہو۔ اب تو خدا ہی ہے۔ کہ آپ لوگوں کی آنکھوں کا اپریشن کرے۔

سنو! مندرجہ ذیل عبارت میری اسی مضمون میں ہے۔ وہ کیوں آپ کی نظر میں نہیں پڑی؟ اور وہ یہ ہے:۔ "اس عبارت میں مولوی محمد علی صاحب نے مان لیا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے میاں محمود احمد کی پیدائش کی بھی کہیں پیشگوئی کی ہے۔ ہم پوچھتے ہیں۔ وہ کہاں کی ہے۔ دیکھو! جو جگہ بھی بتلاؤ گے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وہاں سے ہی تم پکڑے جاؤ گے۔ تبلاؤ تو سہی وہ کونسی جگہ ہے۔ یاد رہے۔ کہ تم ۸ر جولائی والا اشتہار اور سبز رنگ کا اشتہار اور مکتوب بنام مولوی نور الدین رضی اللہ عنہ ہی پیش کر سکتے ہو۔ اور یہ تینوں چیزیں خاص مصلح موعود کے لئے ہی ہیں‘‘۔

اس کے آگے خاکسار نے ان تینوں چیزوں کے اقتباس دیئے ہیں۔ وہ بھی آپ نے ضرور پڑھے ہوں گے۔ جو آپ باوجود پڑھ لینے کے پھر پوچھتے ہیں۔ کہ وہ کہاں ہے؟ ہاں اگر نہیں پڑھے۔ تو اب پڑھ لیں۔ اور اصل تحریریں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بھی پڑھ لیں۔ یہاں دوبارہ انہیں لکھنے کی ضرورت نہیں۔

پھر اس کے آگے برخوردار محمد آصف صاحب لکھتے ہیں۔ ’’روز روشن میں حضرت مسیح موعود کی عبارتوں اور الہامات میں تصرف کیا جا رہا ہے‘‘۔

ہاں یہ سچ ہے۔ کہ حضور علیہ السلام کی ’’عبارتوں اور الہامات میں تصرف کیا جا رہا ہے‘‘۔ مگر کرتا کون ہے۔ اگر کہو کہ جماعت احمدیہ قادیان کرتی ہے۔ تو یہ بالکل سیاہ جھوٹ ہے۔ آپ اس کا ایک حوالہ بھی پیش نہیں کر سکتے۔ آؤ میں بتلاؤں۔ کون کرتا ہے۔ یہ ناپاک عادت آپ کے امیر مولوی محمد علی صاحب کی ہے۔ کہ عبارت اپنی لکھتے ہیں۔ اور جھوٹ لکھتے ہیں۔ اور بناوٹی لکھتے ہیں۔ مگر اوپر یہ ’’ ‘‘ نشان لگا کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف منسوب کر دیتے ہیں۔ اگر آپ میں اور آپ کے امیر صاحب میں جرأت ہے۔ اور آپ کو کچھ بھی غیرت ہے۔ یا آپ کے امیر صاحب کو غیرت ہے۔ تو جو جو الزامات میں اپنے سابقہ مضامین میں مولوی محمد علی صاحب پر عاید کر چکا ہوں۔ ان کا جواب لکھیں۔ دیکھا جائیگا۔ اگر وہ مضامین خاکسار کے جناب نے نہیں پڑھے۔ تو اب فاروق سے پڑھ لیں۔

اس کے آگے برخوردار خاکسار کو ایک بد مشورہ دیتے ہیں۔ اور وہ ناپاک مشورہ یہ ہے:۔

’’حکیم نظام الدین صاحب کو چاہیئے۔ کہ جناب شیخ عبد الرحمٰن صاحب مصری کی بلند پایہ تصنیف ’’شان مصلح موعود‘‘ مطالعہ کریں‘‘۔

اس کے جواب میں عرض ہے۔ کہ آپ گھبرائیں نہیں۔ وہ کتاب بھی پڑھ لی ہے۔ اور خاکسار نے اس کا جواب بھی لکھا ہے۔ مگر کاغذ کی گرانی کی وجہ سے طبع نہیں ہوا۔ اور میں سمجھتا ہوں۔ کہ اس کی ضرورت بھی نہیں۔ کیونکہ مصری صاحب نے کوئی نیا پارٹ ادا نہیں کیا۔ وہی کچھ ہے۔ جو مولوی محمد علی صاحب اور آپ کی پارٹی آج تک لکھ چکی ہے۔ جب مولوی محمد علی صاحب اور آپ کی پارٹی کے خیالات کی ہماری طرف سے کافی تردید ہو چکی ہے۔ اور نیز ہوتی رہتی ہے۔ تو پھر علیحدہ اس کا جواب دینے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ ’’ہاتھی کے پاؤں میں سب کا پاؤں‘‘۔

مصری صاحب کی کتاب میں رکھا ہی کیا ہے۔

ہاں مولوی محمد علی صاحب سے ذرا ایک دو قدم آگے بڑھ کر کچھ نئے جھوٹ لکھے ہیں۔ جن کی قلعی انشاء اللہ عنقریب اخبار فاروق کے صفحات پر اتار کر نیچے سے اصل تانبا ننگا کیا جائے گا۔ آپ بھی دیکھنے کے منتظر رہیں۔

آخر میں برخوردار محمد آصف صاحب ہمارے مکرم بزرگ جناب میر قاسم علی صاحب کو بھی ایک مشورہ دے گئے ہیں۔ کہ ’’معاصر فاروق کے مدیر مکرم کو چاہیئے۔ کہ وہ ایسے مضامین کو شائع کرنے سے پہلے غور سے پڑھ لیا کریں‘‘۔

اس کے جواب میں عرض ہے۔ کہ آپ کے مشوروں کی ضرورت نہیں۔ جناب میر صاحب ہر مضمون کو اچھی طرح غور سے پڑھ کر پھر کاتب کے حوالے کرتے ہیں۔

آخر میں پیغام پارٹی کی خدمت میں عرض کرتا ہوں۔ کہ اگر ان کو شوق ہے۔ تو بے شک میرے مضامین کا جواب ساتھ ساتھ لکھتے جائیں۔ مگر چونکہ خاکسار کے مضامین حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حوالجات سے پُر ہوتے ہیں۔ اور مناسب استدلال اور استنباط ہوتا ہے۔ وہ بھی جواب میں یہی طرز اختیار کریں۔ محض مُنہ کی پھونکیں ہی نہ مارتے رہیں۔ ان پھونکوں کا پبلک پر کچھ اثر نہیں ہوگا۔ (خاکسار حکیم نظام الدین مبلغ)

ممبران دار الشکر کو اطلاع

ممبران دار الشکر کی اطلاع کے لئے قاعدہ ۱۳ جس کی نقل درج ذیل ہے۔ شائع کیا جاتا ہے۔

’’جو حصہ دار قرعہ نکلنے پر اپنے حصہ کی رقم لے چکا ہو۔ اور ماہوار اقساط کو ادا نہ کرے۔ تو وہ علاوہ قاعدہ ۱۶ کی قانونی کارروائی کے ایک آنہ یومیہ بطور جرمانہ اسے ادا کرنا ہوگا‘‘۔

ایسے ممبران سے جو اپنے قرعے وصول کر چکے ہیں۔ لیکن باقاعدگی کے ساتھ اقساط ادا نہیں کر رہے۔ ان سے قاعدہ ۱۳ کی تعمیل کرائی جائے گی۔

(خاکسار محمد الدین سیکرٹری دار الشکر کمیٹی قادیان)

ایک ڈاکٹر کی رائے

ڈاکٹر عبد العزیز صاحب ایم۔ بی۔ ایچ آنرز لاہور سے فرماتے ہیں۔ کہ میں نے آپ کا تیار کردہ سرمہ ممیرا خاص اور اکسیر چشم اپنے دو مریضوں پر استعمال کیا۔ اور توقع سے بڑھ کر تسلی بخش پایا۔ مجھے اس امر کا یقین ہو چکا تھا۔ کہ دیسی ادویات کی تیاری میں ناقص اور غیر مکمل اجزاء کے استعمال کی مرض سرعت پذیر ہے۔ لیکن ’’دواخانہ خدمت خلق‘‘ قادیان کی تیار کردہ ادویات سے یہ شک رفع ہو گیا۔ ’’دواخانہ خدمتِ خلق‘‘ نے ضعف بصارت۔ آشوب چشم۔ دھند۔ جالا۔ اور دیگر امراض چشم کے مریضوں کے لئے یہ ادویات تیار کر کے میرے نزدیک صحیح اور حقیقی معنوں میں خدمت خلق کی ہے۔ اور آنکھوں کی بیماریوں کو رفع کرنے میں ہم طبیبوں کے لئے مشعل ہدایت پیش کی ہے۔

سرمہ ممیرا خاص

یہ سرمہ ایک پرانے اور مجرب نسخہ کے مطابق تیار کیا گیا ہے۔ اور پرانی آشوب چشم خصوصاً جو نزلہ یا دماغی یا اعصابی کمزوریوں کی وجہ سے ہو۔ اسی طرح نظر کی کمزوری اور دھند کے لئے بہت ہی مفید ثابت ہوا ہے۔ پرانے ککروں اور آنکھ کی سرخی کے لئے مفید ہے۔ قیمت فی تولہ ۲ؔ۔ ۶ ماشہ ۱؎ ۳ ماشہ ۱۰؍

سرمہ اکسیر چشم

یہ سرمہ آنکھوں کی سب بیماریوں کے لئے مفید ہے۔ خصوصاً نئے اور پرانے ککروں کے لئے بہت ہی مفید ہے۔ نیز ناخنہ وغیرہ امراض کے لئے مجرب ہے۔ قیمت فی تولہ ۸؍۔ ۶ ماشہ ۴؍ ۳ ماشہ ۱۲؍

تریاق کبیر

یہ ’’دواخانہ خدمت خلق‘‘ کا تیار کردہ ہے۔ اس تریاق کا ہر گھر میں موجود ہونا ضروری ہے۔ یہ تریاق جملہ امراض کے لئے از حد مفید ہے۔ مثلاً اسہال بخار۔ کھانسی۔ نزلہ۔ پیٹ کی درد۔ جگر کی خرابی۔ کان کی درد۔ سستی۔ قبض کے نقصانات۔ جوڑوں کا درد۔ متلی۔ قے۔ ہیضہ۔ غرض بیسیوں مرضیں ہیں۔ جن میں اس کا ایک ایک قطرہ مریض کے لئے آب حیات کا کام دے سکتا ہے۔ قیمت چھوٹی شیشی ۸؍۔ درمیانی شیشی ۱۲؍۔ بڑی شیشی ۲؍

ایک تازہ شہادت

میر علی احمد صاحب انبالوی فرماتے ہیں۔ مجھے پچھلے دنوں میں معدہ کی کمزوری کے سبب ریاح اور حلق میں ریشہ گرنے کی تکلیف تھی۔ دواخانہ خدمت خلق کا تیار کردہ تریاق کبیر استعمال کیا۔ جسے بہت مفید پایا۔ بچوں کو بخار۔ کھانسی میں دیا۔ تو آرام ہو گیا۔ اور کئی بیماریوں میں مثلاً بد ہضمی۔ متلی کے دور کرنے میں بھی اکسیر ثابت ہوا۔

ملنے کا پتہ:۔ **مینجر دواخانہ خدمت خلق قادیان پنجاب**

وقف زندگی

مطالبہ وقف زندگی کے ماتحت جن گریجوایٹ اصحاب اور مولوی فاضل اصحاب نے اپنے آپ کو گذشتہ سال یا اس سے پیشتر کسی سال پیش کیا تھا۔ وہ دوبارہ اپنے آپ کو اس سال بھی پیش کریں۔ اور درخواست میں اس امر کا ذکر کر دیں۔ کہ اس سے پیشتر بھی انہوں نے اپنے آپ کو فلاں سال میں پیش کیا تھا۔ اور اپنے موجودہ کوائف سے بھی اطلاع دیں۔

اگر اصحاب کو شرائط وقفِ زندگی سے پورا علم نہ ہو۔ تو دفتر سے فارم معاہدہ وقف زندگی منگوا لیں۔ اور بہت جلدی اطلاع دیں۔ اس ماہ کے ختم ہونے میں بہت تھوڑے دن رہ گئے ہیں۔ (انچارج تحریک جدید)

جو لوگ اس راستے میں مشکلات کی پرواہ نہیں کرینگے اور مصیبتوں پر ثابت قدم رہینگے وہی لوگ ہیں جو اپنے عمل سے ثابت کر دیں گے۔ کہ وہ آئندہ نسلوں میں عزت کے ساتھ یاد کئے جانے کے مستحق ہیں۔ (تحریک جدید)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دیانندی مشن!

ویدک دھرم کی رُو سے آریہ سماج کو شدھی یعنی تبلیغ کا کوئی حق حاصل نہیں ہے

آریہ سماجی مسلمانوں کی دیکھا دیکھی جگہ بجگہ شدھی کی تحریک کرتے ہوئے مسلمانوں۔ عیسائیوں اور دیگر اقوام کو اپنے اندر شامل کرنے کی کوششیں کرتے رہتے ہیں۔ بار ہا ان سے یہ سوال کیا جاتا ہے۔ کہ مسلمانوں کی مذہبی کتاب قرآن مجید میں تو چونکہ تمام اقوام عالم کو تبلیغ کرکے اسلام میں لانے کا حکم ہے۔ اس لئے وہ ایسا کرتے ہیں۔ لیکن کیا آپ لوگوں کی الہامی کتب میں بھی کوئی ایسا حکم موجود ہے۔ جس میں غیر اقوام کو اپنے اندر شمولیت کی تلقین کی گئی ہو۔ اگر نہیں۔ تو کیا اسی ایک امر سے آریہ دھرم پر اسلام کی افضلیت ثابت نہیں ہو جاتی۔ مگر وہ ہمارے اس مطالبہ کا کبھی جواب نہیں دے سکتے۔

اس لئے آج ہم آریہ سماجی حضرات اور ودوانوں اور پنڈتوں سے پوچھتے ہیں۔ کہ کیا شدھی یعنی تبلیغ کا از روئے ویدک دھرم آپ لوگوں کو حق حاصل ہے؟ اور اگر جواب اثبات میں ہو۔ تو ہم پوچھتے ہیں۔ کہ یہ حکم اور مفہوم جس وید منتر سے پیدا کیا جاتا ہے۔ کیا یہ مفہوم وید کے ملہمین اگنی۔ وایو۔ آدتیہ۔ انگرا کے دماغوں میں بھی سمایا تھا؟ اور پھر ان کے بعد منوجی مہاراج جو ویدوں کے بہت بڑے عالم گذرے ہیں۔ کیا انہوں نے بھی اس منتر کے یہی معنے اور مطلب لیا؟ ان کے بعد جو اور بھی آپ لوگوں کے مسلمہ سینکڑوں رشی مُنی پیدا ہوئے۔ کیا ان میں سے کسی ایک نے بھی اس منتر سے یہ نتیجہ نکالا تھا؟

ظاہر ہے۔ کہ اگر ویدک دھرم میں غیر مذاہب کے لوگوں کو شامل کرنا جائز ہے۔ اور اس کے لئے وید منتر میں حکم موجود ہے۔ تو پھر ضروری ہے۔ کہ وید کے ملہمین منوجی مہاراج اور دیگر رشیوں مُنیوں کی کتب سے نکال کر دکھایا جائے۔ کہ اس منتر کے یہی معنے اور مفہوم ہے۔ اور غیروں کو شدھ کرنا ویدک دھرم کا جزوِ اعظم ہے۔ اور ساتھ ہی یہ بھی دکھلایا جائے۔ کہ اگنی۔ وایو۔ آدتیہ۔ انگرا ملہمین وید نے فلاں وقت میں فلاں قوم اور قبیلہ کو شدھ کیا۔ اور ان کے بعد منوجی مہاراج نے فلاں شہر اور ضلع میں فلاں فلاں غیر قوموں میں شدھی کا ڈنکا بجایا اور پھر دوسرے تمام رشیوں مُنیوں کی تحریرات سے بھی ثابت کیا جائے۔ کہ وہ بھی غیروں کو ویدک دھرم میں داخل اور شامل کرتے رہے۔ اور مدلل طور پر واضح کیا جائے۔ کہ حضرت رام چندر جی مہاراج حضرت کرشن جی مہاراج وغیرہ نے بھی ویدوں کے پرچار میں کافی حصہ لیا۔ کیونکہ جب تک وید شاستروں کی نصوص صریحہ اور ملہمین وید اور ان کے پیروان کا پختہ اور مدلل دلائل سے اس امر پر تعامل ثابت نہ کیا جائے۔ تب تک آریہ سماج کے ودوانوں کی شدھی کی کوششیں ہرگز جائز اور صحیح ثابت نہیں ہو سکتیں۔

لیکن ہم آریہ سماجی حضرات کو نہایت وثوق کے ساتھ یہ یقین دلاتے ہیں۔ کہ اگر تمام ویدک دھرمی اپنی ساری کی ساری طاقتوں کو بھی صرف کر دیں۔ تو بھی وہ ہمارے اس مطالبہ کو پورا کرنے پر قادر نہ ہو سکیں گے۔

شدھی کے حامیوں سے ہم نہایت ادب سے عرض کرتے ہیں۔ کہ وہ پہلے شری منوجی مہاراج کے اس ارشاد کی طرف تو دھیان کریں۔ جو فرماتے ہیں کہ:-

"عورتوں کے سنسکار بغیر منتروں کے ہونے چاہئیں۔ کیونکہ استریوں کے واسطے اندری اور منتر کا ادھیکار (حق) نہیں ہے۔ اور جھوٹ بولنا عورتوں کا خاصہ ہے۔" (منوسمرتی $\frac{8}{18}$)

غور کیجئے۔ کہ جس حالت میں منوجی مہاراج اپنی عورتوں کو بھی وید منتر پڑھنے کا حق نہیں قرار دیتے۔ تو کیا وہ غیر اقوام کو اپنے اندر شامل کرنے کے حق میں ہو سکتے تھے؟ حاشا وکلا۔ اور جب منو جیسے مہاتما کہہ چکے ہیں۔ کہ:-

"نیچ ذات (عیسائی۔ مسلمان۔ پارسی۔ یہودی وغیرہ) سے پیدا ہوا لالچ کی وجہ سے اعلیٰ ذات (برہمن کشتری۔ ویش) کے سے چلن اختیار کرے۔ تو اس کو راجہ بے زر کر کے جلدی سے ملک سے نکال دے۔" (منو $\frac{1}{96}$)

تو کیا ایسا کہنے والا شخص بھی شدھی کا حامی قرار پا سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ اور پھر جبکہ آریہ سماج کے یہی مسلمہ بزرگ یہ بھی کہہ چکے ہیں۔ کہ:-

"جو شخص شودر کو دھرم اور برت کا اپدیش دیتا ہے۔ وہ مع اس شودر کے اسمبرت نرک (دوزخ) میں جاتا ہے۔" (منو $\frac{4}{81}$) تو اس حکم کی موجودگی میں آریہ سماج کے لئے یہ کس طرح جائز ہو سکتا ہے۔ کہ وہ غیر اقوام کو شدھ کر کے اپنے اندر شامل کریں؟ ہاں اگر شدھ کرنا۔ دوسروں کو اپنے ساتھ ملا کر مساوی حقوق دینا۔ انہیں وید پاٹھ کا اختیار دینا وغیرہ واقعی ویدک دھرم کی رو سے جائز ہوتا۔ تو پھر منوجی مہاراج ایسے ویدوں کے عالم ہرگز اس قسم کے احکام نافذ نہ کرتے۔ پس ان کا اس قسم کی حد بندیاں اور پابندیاں عاید کرنا۔ غیروں کو وید پڑھنے سے روکنا ہی آریہ سماج کی شدھی کی تحریک کے خود تراشیدہ مسئلہ اور اس فرضی و بناوٹی حق کا قلع قمع کرنے کے لئے کافی ہے۔

پھر یہاں تک ہی بس نہیں۔ کیونکہ یہ امر بھی آریہ سماج کے لئے سوچنے والا ہے۔ کہ اگر غیر مذاہب والوں کو ویدک دھرم کا معتقد بنانا قدیم ویدک دھرمیوں کے نزدیک جائز اور وید منتروں سے ثابت ہوتا۔ تو جیسا کہ رامائن والمیکی کا بیان ہے حضرت رامچندر جی مہاراج ایک غیر ویدک دھرمی کو عبادت کرتے ہوئے تیر کا نشانہ بنا کر ہرگز موت کے گھاٹ نہ اتارتے۔ لیکن ان کا ایک شودر کو بحالت عبادت دیکھ کر مار ڈالنا اور یہ کہہ کر مارنا کہ:-

"یہ لو میں تجھے ایک ایسے فعل کی بنا پر مارتا ہوں جس کا تجھے حق نہ تھا۔" (البیرونی کا بھارت جلد ۲ صفحہ ۱۵۸)

یہ اس امر کا ایک زبردست ثبوت ہے کہ قدیم ویدک دھرمیوں کے ہاں شدھی ہرگز جائز نہ تھی۔ اور اس پر طرہ یہ کہ شدھی کی تحریک کا فقدان صرف منوجی مہاراج اور حضرت رامچندر جی کے ہی زمانہ تک محدود نہ تھا۔ بلکہ اسلامی عہد تک بھی اس کا ثبوت ملتا ہے۔ چنانچہ جب دسویں صدی میں محمود غزنوی کا درباری علامہ ابوریحان البیرونی ہندوستان میں آیا۔ تو اس نے اپنی کتاب میں اس کا صاف طور پر بالفاظ ذیل ذکر کیا ہے۔ کہ:-

"جو آدمی ان (ویدک دھرمیوں) میں سے نہیں ہے۔ چاہے وہ ان کے مذہب کی طرف کتنا ہی کیوں نہ جھکا ہوا ہو۔ اور اس کی خواہش کتنی ہی زوردار کیوں نہ ہو۔ انہیں اسے اپنے ساتھ ملانے کی اجازت نہیں۔" (دیکھو کتاب الہند صفحہ ۲۵)

خلاصہ یہ کہ آریہ سماج جو آج کل پھر مردم شماری میں اپنی تعداد بڑھانے کی خاطر شدھی کی تحریک پر ہاتھ مارتی نظر آتی ہے۔ ویدک دھرم کی رو سے ان کو نہ صرف ایسا کرنے کا کہیں حکم نہیں۔ بلکہ ایسا کرنا روا اور جائز بھی نہیں۔ لہذا باوجود ان سب واقعات و حالات کے آریہ سماجیوں کا شدھی کے پیچھے پڑنا ویدک دھرم پر خود ہی اسلام کی برتری اور افضلیت پر مہر لگاتا ہے۔ کیونکہ یہ اچھی تعلیم بھی تو اسلام کی ہی ہے۔ جس کا ویدوں میں نام و نشان تک نہیں پایا جاتا۔ کاش اگر آریہ سماج نے ابھی اس نقطۂ نگاہ سے بھی ویدک دھرم اور اسلام کا مقابلہ کر کے دیکھا ہوتا۔ تو ان پر اسلام کی حقانیت و افضلیت کھل جاتی۔ اور وہ اس کو قبول کر کے نجات اخروی کے حصول کی کوشش کرتے۔

خاکسار سید احمد علی سیالکوٹی مولوی فاضل از قادیان دارالامان۔

ہندوستانی یا مسلم

تعجب نہیں جوشؔ ہندوستاں میں
اگر کوئی ہندوستانی نہیں ہے
ہے اس ملک میں ہندوؤں ہی کی کثرت
کوئی ان میں ہندوستانی نہیں ہے
حکومت میں ان کی ہے راج ہندوؤں کا
سیاست یہ کیا ہندوانی نہیں ہے
یہ دعویٰ کہ ہم سب ہیں ہندوستانی
یہ دھوکا ہے جادو بیانی نہیں ہے
شریک ان کے ہیں کچھ مسلمان زرکش
کہ جن کی یہاں کچھ گرانی نہیں ہے
وہ ہیں سب غلام اور ایسے مقید
کہ آزاد رطب اللسانی نہیں ہے
وہ بے جان اک بانسری کی طرح ہیں
خود اپنی کوئی نغمہ خوانی نہیں ہے
بجاتا ہے ہنکر جسے کانگریسی
جو ہندو ہے ہندوستانی نہیں ہے
مسلمانوں کے حق دبا بیٹھتے ہیں
ہے ڈاکہ زنی حکمرانی نہیں ہے
جو مسلم ہے۔ مسلم ہے گو وہ کہیں ہو
وہ جرمن نہیں ہے جاپانی نہیں ہے
وطن دوستی میں کسی سے نہیں کم
اگرچہ وہ گنگا کا پانی نہیں ہے
ہے زہر آب یہ لفظ ہندوستانی
"ابلتی ہے ارغوانی نہیں ہے"
تم اے جوشؔ دشمن سے ہشیار رہنا
کہ غفلت کوئی نکتہ دانی نہیں ہے
یہ دعویٰ ہے گو ہر کا مسلم ہے مسلم
جوانی بھی اسکی دوانی نہیں ہے
دباتا ہے جو جوشِ حیوانیت کو
فسادوں کا فتنوں کا بانی نہیں ہے

نوٹ:- جوشؔ ملیح آبادی مشہور شاعر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ڈاڑھی رکھنا اسلامی شعار میں سے ہے

ابتدائی زمانے میں جبکہ انسان نے زیادہ ہاتھ پاؤں نہیں نکالے تھے۔ اور جب تک نہ قینچی ایجاد ہوئی تھی۔ نہ کنگھی اور آئینہ۔ ڈاڑھیاں اپنی اصلی حالت پر رہیں۔ جیسا کہ خدا نے انہیں بنایا تھا۔ توریت کی روایات سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت آدم علیہ السلام کے منہ پر اچھی خاصی ڈاڑھی تھی۔ اور ہر ایک طرف کو خوب پھیلی ہوئی تھی۔ پاپایانِ روم کے ایوان میں حضرت آدم علیہ السلام کا ایک پرانا سنگی تابوت رکھا ہے۔ جس پر آپ کی ایک تصویر بھی تراشی ہوئی ہے۔ سنگ تراش نے اس میں آپ کی اسی وضع کی ڈاڑھی تراشی ہے۔ توریت کی اس روایت کی بنا پر یہودیوں نے بھی اس سنت کو اپنا اخلاقی فرض بنا لیا۔ اور ہر یہودی کے منہ پر لمبی ڈاڑھی ضرور ہوا کرتی تھی۔ اور ان کا اعتقاد تھا۔ کہ ڈاڑھی کی جس قدر خدمت کی جائے۔ اسی قدر ثواب ہے۔ کیونکہ ڈاڑھی خدا کی ایک متبرک ودیعت ہے۔ یہودیوں کو اپنی ڈاڑھیوں سے جس قدر محبت تھی۔ اس کا پتہ اس سے لگ سکتا ہے۔ کہ مصر میں باوجودیکہ فراعنہ اور قبطی ڈاڑھی منڈاتے تھے۔ مگر یہودیوں نے انکی وضع کو ہرگز اختیار نہ کیا۔ یہود ہی پر منحصر نہیں۔ اگلے زمانے کی اکثر شریف قوموں میں ڈاڑھی شرافت و عزت کا مرکز خیال کی جاتی تھی۔ سچے آدمی کے لئے ایک متبرک و محترم چیز اور مرد کی مردانگی کا تمغہ اور اسکی شرافت و عزت کا مظہر خیال کی جاتی تھی۔ سچے آدمی کے لئے راستبازی کی نمایاں علامت ڈاڑھی تصور کی جاتی تھی۔ کوئی شخص کسی بڑے کام کا حوصلہ کرے۔ اور کسی دشواری کے مقابلہ پر جائے۔ تو اپنی ڈاڑھی پر ہاتھ پھیر کے کہتا۔ "انشاء اللہ"

مصر میں فراعنہ اور امرائے قبط اگرچہ سب کے سب ڈاڑھیاں منڈاتے تھے۔ مگر معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان کے ذہن میں ڈاڑھی کی قدر و منزلت کا خیال ضرور تھا۔ چنانچہ بڑی عیدوں اور خاص تہواروں میں فراعنہ مصنوعی ڈاڑھیاں منہ پر لگا لیا کرتے تھے۔ جیسا کہ ان کی تصویروں سے ظاہر ہوتا ہے۔

پچھلے زمانہ کی تاریخ پر اگر نظر ڈالی جائے۔ تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ بعض ملکوں اور سلطنتوں میں محض ڈاڑھی کے باعث لڑائی چھڑ گئی۔ اور بڑی بڑی خونریزیاں ہوئیں۔ تاتاریوں اور ایرانیوں اور چینیوں اور تاتاریوں میں صرف اس اختلاف کے باعث لڑائی ہوئی۔ کہ ایک قوم کہتی تھی۔ ڈاڑھی منڈھی جائے۔ اور دوسری کا دعویٰ تھا۔ کہ منڈھی نہ جائے۔

یونانیوں اور رومیوں میں بھی ابتدائً سب کے منہ پر ڈاڑھی ہوتی تھی۔ ان کے تمام فلسفی اور بڑے بڑے مشاہیر ڈاڑھی والے تھے۔ مگر حضرت مسیح سے تین سو برس پیشتر جب سسلی کے نائی وہاں پہنچے۔ تو لوگوں نے ڈاڑھیوں کو خیرباد کہنا شروع کیا۔

اہل عرب میں مدت ہائے دراز سے ڈاڑھی رکھنے کا رواج چلا آتا تھا۔ جس کو اسلام نے بھی شرافت اور مردانگی کا تمغہ تسلیم کیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ ظہور اسلام کے زمانے تک یہ بات اہل عرب کے وہم و گمان میں بھی نہ تھی۔ کہ کوئی شریف قوم ڈاڑھی منڈاتی ہے۔ صرف عجمیوں کی نسبت اتنا جانتے تھے۔ کہ ان کی ڈاڑھیاں منڈی ہوتی ہیں۔ جب دارائے ایران مدینے میں آئے۔ اور حضرت رسالتمآب کے مہمان ہوئے۔ تو ان کی منڈی ہوئی ڈاڑھی دیکھ کر آپ نے پوچھا۔ "تم لوگ ڈاڑھی کیوں منڈاتے ہو؟" انہوں نے کہا۔ "میرے آقا کا یہی حکم ہے"۔ یہ سنکر آپ نے ارشاد فرمایا۔ "مگر میرے آقا (خدا) نے مجھے ڈاڑھی کے چھوڑنے اور مونچھوں کے کٹوانے کا حکم دیا ہے"۔ اس واسطے آپ نے صحابہؓ کو تعلیم دی کہ "فطرت کا تقاضا یہ ہے۔ کہ ڈاڑھی چھوڑی جائے۔ اور مونچھیں کٹوائی جائیں"۔ حضرت رسالتمآب کے اس ارشاد نے ڈاڑھی کا مرتبہ اور بڑھا دیا۔

اسلام سے ڈاڑھی کا بہت قریب کا تعلق ہے۔ خصوصاً صحابہ کرامؓ کے زمانہ میں تو اسے نظر انداز کرنے کا خیال بھی کسی کے دل میں پیدا نہ ہو سکتا تھا۔

اسلام جہاں جہاں پہنچا۔ وہاں ڈاڑھی کی قدر و منزلت بھی زیادہ ہوتی گئی۔ اور چند روز میں شام و مصر ایران و توران میں جہاں دیکھئے۔ نورانی ڈاڑھیوں کا جلوہ نظر آتا تھا۔

یہ عام وضع تھی۔ کہ مسلمانوں کی کافی لمبی ڈاڑھیاں ہوتیں۔ اور ڈاڑھی کی صفائی کا وہ خاص خیال رکھتے تھے۔ وہ اپنی ڈاڑھی کو عزت اور مردانگی کا فطری زیور سمجھتے تھے۔ ڈاڑھی کے ساتھ انسان کا چہرہ زیادہ پر رعب اور باوقار نظر آتا ہے۔ پرانے زمانہ میں ڈاڑھی کی شرم سب سے بڑی شرم ہوتی تھی۔ اور ڈاڑھی کی عزت کرنا سب سے بڑی خاطرداری خیال کی جاتی۔ یہاں تک کہ بچوں کے ساتھ اظہار شفقت منظور ہوتا۔ تو بڑے ان کی ٹھوڑیوں کو اپنے ہاتھ میں لیتے اور سمجھتے تھے۔ کہ ڈاڑھی نکلنے کی جگہ پر ہاتھ لگانا ان کی عزت کو بڑھانا ہے۔

اب ہمیں یہ بتانا چاہیئے۔ کہ ظہور نیر اسلام کے بعد یورپ کی سرزمین میں ڈاڑھی پر کیسی کیسی آفتیں نازل ہوئیں۔ اور وہاں اسے کن کن مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑا۔ اس ڈاڑھی نے نشیب و فراز عالم اور انسانی تلون مزاجیوں کے جیسے جیسے کرشمے اس مغربی حصہ زمین میں دیکھے۔ کہیں نہیں دیکھے تھے۔ کبھی تو لمبی لمبی ڈاڑھیاں تھیں۔ اور کبھی صفاچٹ۔ آج کل یورپ میں ہر جگہ ڈاڑھی منڈانے کا عام رواج ہے۔ اور جو ڈاڑھی رکھے اسکی نسبت خیال کیا جاتا ہے۔ اس کے مزاج میں صفائی نہیں ہے۔ یورپ میں سب جگہ سے زیادہ ڈاڑھیاں جرمنی میں نظر آتی ہیں۔ تیرھویں صدی عیسوی تک انگلستان میں بھی ڈاڑھی رکھنے کا عام فیشن تھا۔ مگر پندرھویں صدی میں ڈاڑھیوں پر ایسے ہاتھ صاف ہونے لگے۔ کہ ڈاڑھی والے چند ہی چہرے باقی رہ گئے۔ شہنشاہِ فرانس نپولین سوئم نے ایک نئی وضع کی ڈاڑھی رکھی۔ یعنی دونوں طرف کے گالوں کو منڈوا دیتا۔ اور ٹھوڑی پر ڈاڑھی رکھتا۔ کچھ دنوں کے لئے فرانس کی بھی یہی وضع رہی۔ جس کا اثر اب بھی کسی قدر باقی ہے۔

قیصر ہند حضور ایڈورڈ ہفتم نے ایک نئی وضع کی چھوٹی اور نوکیلی ڈاڑھی ایجاد کی۔ جو مسلمانوں کی شرعی حدود کے اندر آجاتی ہے۔ اگر قوم میں "من تشبہ بقوم فھو منھم" کے مرض کا اندیشہ نہ پیدا ہو۔ اور اس حدیث کا حکم صرف امور دینی تک محدود رکھا جائے۔ تو یقین ہے۔ کہ اس قسم کی فیشن ایبل ڈاڑھیاں خلاف شرع نہ سمجھی جائیں گی۔ اب بھی بعض شہزادگان یورپ کے چہروں پر اس قسم کی ڈاڑھی نظر آتی ہے۔

صالح احمدؐ خاں ادیب فاضل و منشی فاضل قادیان

وصیّتیں

نوٹ: "وصایا منظوری سے پہلے اسلئے شائع کی جاتی ہیں۔ تاکہ اگر کسی کو کوئی اعتراض ہو۔ تو دفتر کو اطلاع کر دے"۔ (سیکرٹری مقبرہ بہشتی)

۵۷۱۲ع۔ منکہ محمودہ اختر بیگم بنت نیاز محمدؐ صاحب قوم راجپوت ڈار عمر ۲۰ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۸/۱۳۱۹ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں:-

میری اس وقت کوئی جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ نہیں۔ مجھے جناب والد صاحب محترم مبلغ ۵/- روپے ماہوار جیب خرچ عطا فرماتے ہیں۔ اس رقم کے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اور یہ اقرار کرتی ہوں۔ کہ اپنی آمد کا دسواں حصہ تازیست صدر انجمن احمدیہ قادیان کو دیتی رہوں گی۔ انشاء اللہ۔ نیز میرے مرنے کے بعد کوئی جائیداد میری ملکیت ثابت ہو۔ جس کا دسواں حصہ میں اپنی زندگی میں ادا نہ کر سکی ہوں۔ تو اس کا بھی دسواں حصہ بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتی ہوں۔

العبدہ: محمودہ اختر بیگم بقلم خود۔ گواہ شد نیاز محمدؐ پولیس انسپکٹر والد موصیہ۔ گواہ شد منیر احمدؐ برادر موصیہ۔

۵۷۱۳ع۔ منکہ ریشم بی بی بیوہ چودھری شہاب دین صاحب قوم بوک پیشہ زمیندارہ عمر ۵۰ سال تاریخ بیعت صحابیہ ساکن گھٹیالیاں ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ یکم ماہ ظہور ۱۳۱۹ ہش حسب ذیل وصیت کرتی ہوں:-

اس وقت میرے پاس مندرجہ ذیل منقولہ و غیر منقولہ جائیداد ہے۔

دس کنال زمین میرے پاس صرف اندازاً -/-/۲۰۰ روپے کا زیور ہے۔ اور میرا حق مہر جو میرے خاوند مرحوم کے ذمہ تھا۔ میں مدت سے معاف کر چکی ہوئی ہوں۔ اس وقت میری منقولہ و غیر منقولہ جائیداد مذکورہ بالا مالیتی تین سو روپے ہے۔ جس کے 1/10 حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ نیز زمین کی آمد کا جس کا اوپر ذکر ہو چکا ہے۔ بھی 1/8 حصہ اپنی زندگی میں ادا کرتی رہوں گی۔ نیز تین سو روپے کا 1/10 حصہ مبلغ -/-/۳۰ بہ اقساط دس روپے سالانہ ادا کر دیا کروں گی۔ اور اگر میں یہ زمین زندگی میں سب کا سب یا اس کا کچھ حصہ ادا نہ کر سکوں۔ تو میرا لڑکا غلام حیدر جو بفضل خدا احمدی ہے۔ ادا کرنے کا ذمہ وار ہوگا۔ اور اگر میرے مرنے کے بعد موجودہ جائیداد کے علاوہ کوئی اور بھی جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ ثابت ہو۔ تو اس کے بھی 1/10 حصہ پر یہ وصیت حاوی ہوگی۔ جس کو میرا لڑکا غلام حیدر ادا کرنے کا ذمہ وار ہوگا۔ العبدہ نشان انگوٹھا ریشم بی بی۔ گواہ شد غلام حیدر پسر موصیہ۔ گواہ شد شیخ غلام رسول سکرٹری مال گھٹیالیاں۔ محررہ سید محمدؐ لطیف انسپکٹر بیت المال قادیان۔

۵۷۱۴ع۔ منکہ الف اختر بیگم بنت نیاز محمدؐ صاحب قوم راجپوت ڈار پیشہ گورنمنٹ ملازمت۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لوگ اولاد کے لئے تڑپتے ہیں۔ کہ شاید ان سے نیک نام باقی رہے۔ لیکن اولاد کی نیکی کا ذمہ وار کون ہو سکتا ہے۔ مگر تحریک جدید کا حصہ نیک نام قائم رہنے کی بفضلہ تعالیٰ ضمانت ہے۔ کیا تعجب کہ جو اس ذریعہ سے اپنی نیکی کو قائم رکھنے کی کوشش کرے۔ خدا تعالیٰ اسکی اولاد کو بھی نیکی کے قائم کرنے والا بنا دے۔" مگر اس کے لئے شرط یہ ہے۔ کہ تحریک جدید کے وعدے متواتر ادا کرتے جائیں۔ کیا آپ چھٹے سال کا عہد پورا کر چکے ہیں۔" (تحریک جدید)

عمر ۲۲ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ ۱ ۸/۱۳۱۹ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں:-

میری ابھی وقت کوئی جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ نہیں ہے۔ مجھے مبلغ ۱۱۵/- روپے ماہوار تنخواہ ملتی ہے۔ اس رقم کے دسویں حصہ کی وصیت میں بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اور یہ اقرار کرتی ہوں۔ کہ تازیست اپنی آمد کا دسواں حصہ بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان ادا کرتی رہوں گی۔ میرے مرنے کے بعد اگر کوئی ملکیت یا جائیداد بوجہ وراثت یا اور طرح سے میرے قبضہ میں ہو۔ جس کا دسواں حصہ میں اپنی زندگی میں ادا نہ کر سکی ہوں۔ تو اس کے بھی دسویں حصہ کی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتی ہوں۔

العبدہ:- الیف اختر بیگم بقلم خود۔ گواہ شد نیاز محمد انسپکٹر پولیس والد موصیہ۔ گواہ شد منیر احمد ولد میاں نیاز محمد برادر موصیہ

۵۷۱۵ منکہ امۃ اللطیف عفت زوجہ مولوی عطاء الرحمن صاحب مولوی فاضل قوم آرائیں عمر ۲۰ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۰ ۸/۱۳۱۹ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں:-

میری غیر منقولہ جائیداد کوئی نہیں۔ اور منقولہ جائیداد مندرجہ ذیل ہے۔

کلپ طلائی ایک جوڑی -/۳۷ روپے۔ سوئی ایک عدد -/۳۵ روپے۔ نتھ ایک عدد -/۵ ٹنی ایک جوڑی -/۳۷ روپے۔ بندے ایک جوڑی -/۳۷ روپے۔ بالیاں ایک جوڑی -/۳۵ روپے انگوٹھی ایک عدد -/۱۸ چھبل ایک جوڑی -/۹ پہچے دو جوڑی -/۱۸ روپے کل قیمت -/۲۷۸ روپے ہے۔ اس کے علاوہ -/۷۰۰ روپے حق مہر میرے خاوند کے ذمہ ابھی واجب الادا ہے۔ میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ میرے مرنے کے بعد اگر کوئی جائیداد ثابت ہو۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی صدر انجمن احمدیہ قادیان مالک ہو گی۔ اور اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم ادا کر دوں۔ تو وہ اس وصیت کردہ رقم میں سے منہا کر دی جائے۔

الامۃ: امۃ اللطیف عفت بقلم خود۔ گواہ شد عطاء الرحمن مولوی فاضل معلم نصرت گرلز سکول قادیان۔ گواہ شد: محمد تقی احمدی پنشنر مدرس سنور۔

۵۷۲۱ منکہ رضیہ خانم زوجہ مولوی عطاء اللہ خاں قوم راجپوت کھوکھر عمر ۱۸ سال تقریباً پیدائشی احمدی ساکن قادیان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۲ ۸/۱۳۱۹ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائیداد اس وقت مندرجہ ذیل ہے۔

حق مہر مبلغ تین صد روپیہ جس میں سے دو صد روپیہ میرے خاوند عطاء اللہ خاں صاحب کے ذمہ واجب الادا ہے۔ زیورات بحیثیت مجموعی قیمتی پچھتر روپے ہے۔ اس کے علاوہ ایک مشین سنگر قیمتی ایک صد پچیس روپے کی ہے۔ اس طرح میری کل جائیداد -/۵۰۰ روپے کی بنتی ہے۔ میں وصیت کرتی ہوں۔ کہ میری وفات کے بعد میری کل جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی۔ میں بفضل خدا کوشش کروں گی۔ کہ حصہ وصیت اپنی زندگی میں ادا کر دوں۔ اسکو میرے حصہ وصیت سے منہا کر دیا جائے۔ اگر حصہ وصیت کا کل یا اس کا کوئی حصہ میری زندگی میں ادا نہ ہو۔ تو میرے خاوند عطاء اللہ خاں صاحب ساکن قادیان ادائیگی کے ذمہ وار ہوں گے۔ رب انت ولی فی الدنیا والآخرۃ توفنی مسلما والحقنی بالصالحین۔

العبدہ رضیہ خانم بقلم خود۔ گواہ شد عطاء اللہ خاں خاوند موصیہ۔ گواہ شد حافظ غلام رسول وزیر آبادی والد موصیہ۔

۵۷۱۶ منکہ غلام فاطمہ زوجہ خواجہ عبد العزیز صاحب ایم۔ اے قوم خواجہ مہتہ عمر ۲۵ سال پیدائشی احمدی ساکن چکوال ضلع جہلم بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۸/۱۳ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائیداد اس وقت حسب ذیل ہے:-

۱۔ مہر مبلغ سات سو پچاس روپے ابھی وصول نہیں ہوا۔ خاوند کے ذمہ واجب الادا ہے۔

۲۔ زیور اندازاً ۸ تولہ قیمتی اندازاً -/۲۸۰ روپے میں اس جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ نیز میری وفات کے وقت اگر اس جائیداد کے علاوہ کوئی اور جائیداد ثابت ہو۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی۔ العبدہ غلام فاطمہ گواہ شد عبد العزیز خاوند موصیہ۔ گواہ شد غلام نبی والد موصیہ

۵۷۱۸ منکہ حرمت بی بی بنت عبد الرزاق صاحب قوم مرہٹہ عمر ۱۶ سال تاریخ بیعت ۱۹۳۰ء ساکن قادیان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۱ ۱۰/۱۳۱۹ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں:-

میری جائیداد اس وقت صرف یکصد روپیہ ہے جو ماسٹر علی محمد صاحب بی۔ اے بی ٹی کے پاس بطور امانت ہے۔ میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ نیز یہ بھی وصیت کرتی ہوں۔ کہ اگر اس کے علاوہ کوئی اور جائیداد ثابت ہو۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔

العبدہ: حرمت بی بی بقلم خود۔ گواہ شد علی محمد بی۔ اے۔ بی۔ ٹی۔ صدر محلہ دار الفضل۔

۵۷۱۹ مسمات سہاگ نساء زوجہ ڈاکٹر فتحدین صاحب قوم شیخ عمر چوالیس سال تاریخ بیعت ۱۹۱۸ء ساکن قادیان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۸ ۷/۱۳ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت یہ جائیداد ہے۔

(۱) کانٹے ایک تولہ سونا۔ ٹنی دو تولے سونا۔ کل قیمتی -/۱۲۰ روپے اس کے ۱/۸ حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔

(۲) مجھے میرے خاوند ڈاکٹر فتحدین صاحب سے دس روپے ماہوار جیب خرچ ملتا ہے۔ اس جیب خرچ کے ۱/۸ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ نیز اگر میری موجودہ آمدنی میں تغیر ہوا۔ تو اسکی اطلاع مقبرہ بہشتی صدر انجمن احمدیہ قادیان کر دونگی۔

العبدہ۔ سہاگ نساء بقلم خود۔ گواہ شد: ڈاکٹر فتحدین سب اسسٹنٹ سرجن ٹوپی۔ گواہ شد شریف احمد ٹوپی۔

اعلان

مختلف محلہ جات میں قابل فروخت مکانات اور قطعات زمین موجود ہیں۔ ضرورتمند احباب ہم سے خط و کتابت کریں۔

نیز جنرل سروس کمپنی تعمیر عمارات کا کام بھی کراتی ہے۔ خواہشمند احباب شرائط تعمیر منگوا کر فیصلہ فرماویں۔

(منیجر جنرل سروس کمپنی قادیان)

چیدہ خبریں

لنڈن۔ ۲۵ راکتوبر۔ کل فرانس کے مقبوضہ علاقہ میں سرحد سے معمولی فاصلہ پر ہٹلر اور مارشل پیٹیان میں ملاقات ہوئی۔ جو دو گھنٹے تک جاری رہی۔ مارشل پیٹیان اپنی کیبنٹ کے دوسرے وزراء کے ساتھ باوروہی ملاقات کے لئے پہنچے۔ ہٹلر کے ساتھ جرمنی کا وزیر خارجہ اور جرمن فوجوں کے اعلےٰ افسر اور دوسرے عہدیدار تھے۔ گفتگو ختم ہونے کے بعد ہٹلر مارشل پیٹیان کو خود ان کی موٹر تک چھوڑنے کے لئے گیا۔ جنرل فرینکو موسیولیوال اور مارشل پیٹیان سے ہٹلر کی جو ملاقات ہوئی۔ اس کے متعلق کہا جاتا ہے۔ کہ یہ ملاقات ان سے مدد لینے کے لئے کی گئی ہے۔

لنڈن ۲۵ راکتوبر۔ کہا جاتا ہے۔ کہ ہٹلر نے جنرل فرینکو سے مطالبہ کیا ہے۔ کہ ہسپانوی مراکو میں اسے سمندری اڈے بنانے دیئے جائیں۔ اس سے عام طور پر خیال کیا جاتا ہے۔ کہ جرمنی کو اٹلی کی مدد سے تسلی نہیں ہوئی۔ اور وہ دیگر ممالک کو بھی اپنے ساتھ ملانا چاہتا ہے۔

لنڈن: ۲۵ راکتوبر۔ بدھ کی رات کو انگریزی ہوائی جہازوں نے برلن پر بائیسواں حملہ کیا۔ توپوں کی گولہ باری کے باوجود انگریزی ہوا بازوں کے تمام بم اپنے نشانہ پر بیٹھے۔ یورپ کے ان علاقوں پر بھی انگریزی جہازوں نے حملہ کیا۔ جو جرمن کے قبضہ میں ہیں۔ کئی صنعتی شہروں۔ ریلوے جنکشنوں اور ہوائی اڈوں پر بم برسائے گئے۔ اس تمام لڑائی میں صرف ایک انگریزی جہاز کام آیا۔

لنڈن ۲۵ راکتوبر۔ ہوائی وزارت نے اعلان کیا ہے۔ کہ رات برلن اور دوسرے مقامات پر ہوائی جہازوں سے زبردست حملے کئے گئے۔ اور بہت کچھ نقصان پہنچایا گیا۔ ایک ہوائی جہاز واپس نہیں پہنچ سکا۔ معلوم ہوا ہے۔ لنڈن پر کل رات حملہ نہیں ہوا۔ دوسرے مقامات پر بھی حملے کا زور کم تھا۔ البتہ مڈلینڈ پر زیادہ زور تھا۔ جس سے کچھ نقصان بھی ہوا۔ تین راتوں سے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یاد رکھو جنہوں نے آج کوتاہی کی ہوگی۔ جنہوں نے آج اپنی قربانیوں میں کمزوری اور سستی دکھائی ہوگی۔ جنہوں نے اپنے وعدوں کے پورا کرنے میں بے توجہی اور لاپرواہی اختیار کی ہوگی۔ ان کا کل ان کو اس نیکی کے راستے سے زیادہ دور لے جانے والا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہی ان پر رحم کرے تو کرے۔ ورنہ ظاہری حالات کے لحاظ سے ان کی حالت خطرناک ہوگی۔" یہ فقرہ ایک مومن مخلص کے دل کو لرزا دینے والا ہے۔ وہ جو بھی عدم توجہ سے کام لے رہے ہیں۔ وہ اس فقرہ کو پڑھ کر وعدہ ادا کرنے کا ماحول پیدا کریں۔ اور ۳۱ اکتوبر تک داخل کرنے کی کوشش فرماویں۔ (تحریک جدید)

لنڈن کے لوگ آرام میں تھے۔ کہ آج صبح پھر جرمن ہوائی جہاز پہنچے۔ جن میں سے دو کو نیچے گرا لیا گیا۔

لاہور ۱۲ اکتوبر۔ بادشاہی مسجد لاہور کی مرمت کے لئے حکومت ہند نے پچاس ہزار روپیہ دیا ہے۔ اسی طرح حضور نظام حیدر آباد نے ہر سال چھ ہزار روپیہ دینا منظور کیا ہے۔ اس سے قبل ۲۵۸۲۵ روپے اس مد میں اکٹھے ہو چکے ہیں۔

— امرتسر کے حکیم سکندر غضنفر پر ملتان میں ڈیفنس آف انڈیا ایکٹ کے خلاف تقریر کرنے کی وجہ سے مقدمہ دائر ہے۔ آپ پر فرد جرم عائد کر دی گئی ہے۔

— ۱۷ اکتوبر کی شام کو ساحل بمبئی کے سمندر میں ہولناک طوفان آیا۔ تقریباً چار سو اشخاص سمندر میں غرق ہوگئے۔ پچاس لاکھ روپیہ کا مالی نقصان بھی ہوا۔

— نئی دہلی۔ حکومت برطانیہ کی طرف سے ہندوستان کے کارخانوں میں ۱۳ لاکھ پچاس ہزار روپے کا سوٹ تیار کرنے کا آرڈر موصول ہوا ہے۔

— حکومت ہند نے ہندوستان سے جاپان کو لوہا بھیجنا بالکل بند کر دیا ہے۔

— ٹوکیو۔ ۲۰ اکتوبر ایک جاپانی اطلاع آئی ہے۔ کہ چیکیانگ اور سیکیانگ کے درمیان چینی اور جاپانی فوجوں میں زبردست جنگ ہوئی۔ تین ہزار چینی ہلاک اور ایک ہزار گرفتار ہوئے۔

— فرانسیسی ہند چینی کی سرحد پر چینیوں اور جاپانیوں کی جنگ ہوئی۔ چینیوں کا دعویٰ ہے۔ کہ انہوں نے لنچاؤ شہر کو جاپانیوں سے چھین لیا ہے۔

— چینی حکومت نے برطانوی حکومت سے ہانگ کانگ کا راستہ بند کھولنے کی درخواست کی تھی۔ جسے نامنظور کیا گیا ہے۔

— پولینڈ میں لنڈن ریڈیو سننے کی سخت ممانعت ہے۔

— لنڈن ۲۵ اکتوبر برطانوی حکام نے اعلان کیا ہے۔ کہ ستمبر میں شمالی افریقہ میں ایک سو چار ہوا بازوں کا نقصان ہوا۔ لیکن حکومت برطانیہ نے ۷۹ ہوا بازوں کے مرنے کا اعلان کیا تھا۔ اس سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ برطانیہ دشمن کے اصل نقصان سے بھی کم بیان کرتا ہے۔ لیکن دشمن برطانیہ کے نقصانات کو بڑھا چڑھا کر پیش کرتا ہے۔

— لاہور ۲۵ اکتوبر ایک اور سکھ لیڈر ماسٹر اجیت سنگھ نے جو اکالی دل کے جنرل سیکرٹری ہیں۔ کانگرس سے استعفیٰ دے دیا ہے۔

درخواست دعا

خاکسار بہت لمبے زمانہ سے سخت مصائب اور مشکلات میں سے گزر رہا ہے۔ مگر مشکلات اور تنگی کے ایام ختم ہونے میں نہیں آتے۔ بزرگان و برادران سلسلہ سے نہایت ادب سے درخواست ہے۔ کہ خاکسار کے لئے رمضان شریف کے اس مبارک عشرہ میں دعا فرمائیں۔ کہ اللہ پاک ہماری ساری تنگیوں اور مشکلات کو دور فرما کر دلی مقاصد کو پورا فرمائے۔ نیز خاکسار کا چھوٹا بھائی سید اخلاق حسین گورنمنٹ برطانیہ کی فوج میں بھرتی ہو گیا ہے۔ اور اب وہ لڑائی پر جانے والا ہے۔ یہ بھی دعا فرمائیں۔ کہ اللہ پاک اس کا حافظ و ناصر ہو۔ اور اس کو اپنی امان میں رکھے۔ آمین۔ دعا کا محتاج خاکسار سید رضا حسین احمدی پسر سید صادق حسین مختار اٹاوہ۔ یو۔ پی۔

حضرت خلیفۃ المسیح اول نور الدین اعظم رضؓ کے مجرب نسخہ جات آپ کے شاگرد کی دکان سے

حب اٹھرا رجسٹرڈ

اسقاط حمل کا مجرب علاج ہے

جن کے حمل گر جاتے ہیں۔ یا مردہ بچے پیدا ہوتے ہیں۔ پیدا ہو کر فوت ہو جاتے ہیں۔ اکثر ان بیماریوں کا شکار ہوتے ہیں۔ سبز نیلے دست۔ تپ بخشی۔ درد پسلی یا نمونیا ام الصبیان پر چھاواں یا سوکھا۔ بدن پر پھوڑے پھنسی۔ چھالے۔ خون کے دھبے پڑنا۔ دیکھنے میں بچہ موٹا تازہ خوبصورت معلوم ہونا۔ بیماری کے معمولی صدمہ سے جان دے دینا۔ اکثر لڑکیاں پیدا ہونا۔ لڑکیوں کا زندہ رہنا۔ لڑکے فوت ہو جانا۔ اس مرض کو طبیب اٹھرا اور اسقاط حمل کہتے ہیں۔ اس موذی بیماری نے کروڑوں خاندان بے چراغ کر دیئے ہیں۔ جو ہمیشہ ننھے بچوں کے منہ دیکھنے کو ترستے رہے۔ اور اپنی قیمتی جائیدادیں غیروں کے سپرد کر کے ہمیشہ کے لئے بے اولادی کا داغ لے گئے۔ حکیم نظام جان اینڈ سنز شاگرد حضرت قبلہ مولوی نور الدین صاحب رضؓ طبیب سرکار جموں و کشمیر نے آپ کے ارشاد سے ۱۹۱۰ء میں دواخانہ ہذا قائم کیا۔ اور اٹھرا کا مجرب علاج حب اٹھرا رجسٹرڈ کا اشتہار دیا۔ تاکہ خلق خدا فائدہ حاصل کرے۔ اس کے استعمال سے بچہ ذہین۔ خوبصورت تندرست۔ اور اٹھرا کے اثرات سے محفوظ پیدا ہوتا ہے۔ اٹھرا کے مریضوں کو حب اٹھرا رجسٹرڈ کے استعمال میں دیر کرنا گناہ ہے۔ قیمت فی تولہ ایک روپیہ چار آنہ مکمل خوراک گیارہ تولہ یکدم منگوانے پر گیارہ روپے علاوہ محصولڈاک۔

حب مفید النساء } یہ گولیاں عورتوں کی مشکلکشا ہیں۔ ان کے استعمال سے ایام ماہواری کی بے قاعدگی۔ کم آنا۔ زیادہ آنا۔ نلوں کا درد۔ کولہوں کا درد متلی

قے چہرہ کی بے رونقی۔ چہرہ کی چھائیاں۔ ہاتھ پاؤں کی جلن۔ اولاد کا نہ ہونا وغیرہ سب امراض دور ہو جاتے ہیں۔ اور بفضل خدا اولاد کا منہ دیکھنا نصیب ہوتا ہے۔ قیمت ایک ماہ کی خوراک (عگ)

سرمہ نور العین حضرت مولانا قبلہ امام شاہی طبیب حضرت نور الدین اعظم رضؓ کا امراض ذیل کا مجرب علاج ہے۔ دھند۔ جالا۔ ککرے۔ آشوب چشم۔ خارش۔ ناخنہ۔ ابتدائی موتیا بند۔ ضعف بصر۔ دکھتی آنکھ کے لئے بے نظیر ہے۔ لیسدار پانی کا خاتمہ کرتا ہے۔ پلکوں کی موٹائی کو درست کرتا ہے۔ اور آنکھوں کی گلی سڑی پلکوں کو اصلی حالت پر لاتا ہے۔ گرے ہوئے بالوں کو از سر نو پیدا کر کے خوبصورت و مژگان بناتا ہے۔ حضور آخری عمر تک اس کو خود بھی استعمال فرماتے اور اس کے فوائد کی تعریف فرماتے تھے۔ یہ سرمہ آنے والی بیماریوں کو روکتا اور نظر کو تیز کرتا ہے۔ قیمت فی تولہ عگار

سرمہ زنگاری یہی وہ پہلا سرمہ ہے۔ جس کو حضور استاذی امام طبیب شاہی حضرت مولوی نور الدین اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے تیار کیا۔ اور طب کا آغاز بھی اسی سے کیا۔ آپ فرماتے تھے۔ کہ میں نے اس سرمہ کو تیار کر کے مسجد کے نمازی لوگوں کی آنکھوں میں ڈالا۔ نہایت ہی مفید و بابرکت ثابت ہوا۔ اور یہی سرمہ ہماری طب کا اشتہار تھا۔ یہ ایسا اکسیر ہے۔ کہ اس کا استعمال ان بیماریوں کا اکسیر طبیہ علاج ہے۔ ککرے۔ دھند۔ جالا۔ پھولا۔ ناخنہ۔ سبلاق یعنی آنکھوں سے پانی بہنا۔ پلکوں کا گل جانا۔ پلکیں موٹی سرخ ہو جانا۔ بالوں کا پلکوں سے گر جانا۔ گوہانجنی وغیرہ امراض کے لئے از حد مفید ہو چکا ہے۔ قیمت فی تولہ ایک روپیہ۔ (عہ)

(آرڈر کے ہمراہ اخبار کا حوالہ ضرور دیں)

المشتہر:۔ حکیم نظام جان شاگرد حضرت خلیفہ اول دواخانہ معین الصحت قادیان

(اللہ بخش سٹیم پریس قادیان میں باہتمام مولوی عطاء اللہ خاں مولوی فاضل پرنٹر چھپا اور میر قاسم علی ایڈیٹر و پبلشر نے دفتر فاروق منزل قادیان سے شائع کیا)